ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر: غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۱۵	مورخہ ۲ر اگست سنہ ۱۹۳۰ء	یوم ہفتہ	مطابق ۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۹ ہجری	جلد ۱۸

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں خیر و عافیت ہے

حضرت میاں شریف احمد صاحب انبالہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں ؛

مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کا روزانہ درس قرآن شریف بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں ہوتا ہے ؛

جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے نظارت دعوۃ و تبلیغ کے فرائض کے علاوہ ان دنوں نظارت علیا کا کام بھی کرتے ہیں

جماعت احمدیہ قادیان کی آمد کا بجٹ تازہ تشخیص کے لحاظ سے کارکنوں کا گیارہ ہزار روپے ۔ اور غیر کارکنوں کا جن میں خواتین بھی شامل ہیں ۔ ۶۸۵۰ روپے تجویز ہوا ہے ۔ گویا جماعت احمدیہ قادیان اس سال ۱۷۸۵۰ روپے داخل خزانہ کرنے کی ذمہ دار ہے امید کی جاتی ہے ۔ کہ لوکل انجمن کے کارکن اپنا بجٹ پورا کرنے میں انتہائی کوشش اور سعی سے کام لیں گے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی شملہ میں

شملہ ۲۹ر جولائی ۔ گذشتہ جمعہ کے دن طیب علی صاحب اور ان کے ایک اور ساتھی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے ۔ یہ صاحبان بوہرہ کمیونٹی کے ہیں ۔ ان کے امام اعظم ملا طاہر الدین سیف اللہ صاحب بھی آج کل یہاں ہی ہیں ۔ یہ داؤدی فرقہ کہلاتا ہے ۔ مذکورہ بالا دونوں بھائی حضور سے قریباً ۱½ گھنٹے تک باتیں کرتے رہے ۔ اور جماعت احمدیہ کے عقائد کے حالات دریافت کرتے رہے ۔ امامت اور خلافت کے متعلق حضور نے تفصیل سے ذکر فرمایا ۔ اور انبیاء کی عصمت کبریٰ اور خلفاء کی عصمت صغریٰ کا بھی ذکر ہوا ۔ حضور نے بالتفصیل بیان فرمایا ۔ کہ خلافت کی جب تک جماعت اہل ہوتی ہے ۔ اللہ تعالےٰ اس سلسلہ کو اس میں قائم رکھتا ہے ۔ اور جب وہ اس کی اہل نہیں رہتی تو پھر یہ نعمت اس سے چھین لی جاتی ہے ۔ پھر انبیاء کی وراثت کے متعلق حضور نے بیان فرمایا ۔ کہ کس طرح خلفاء ان کے وارث ہوتے ہیں ۔ اور وراثت میں ان کو کیا کیا حاصل ہوتا ہے ؛

اس کے بعد حضور سے ایک مصری آرٹسٹ ملنے کے لئے آئے ۔ عربی زبان میں گفتگو ہوتی رہی ؛

حضور کی ہدایت کے ماتحت مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم اے ۔ اور شیخ یوسف علی صاحب بی اے بوہرہ کمیونٹی کے ہیڈ ملا طاہر الدین سیف اللہ صاحب سے ملنے کے لئے گئے

اخبار احمدیہ

تقریباً پونے گھنٹے تک گفتگو ہوتی رہی۔ امام صاحب بوہرہ کمیونٹی کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تبلیغی حالات سے آگاہ کیا گیا۔ اور تحریک کی گئی۔ کہ مسلمانوں کو سیاسی امور میں اتحاد سے کام لینا چاہیئے۔

ہفتہ کے دن ظہر کی نماز کے بعد جماعت احمدیہ شملہ کے تمام احباب نے حضور سے ملاقات کا وقت مقرر کیا ہوا تھا۔ چنانچہ ظہر کی نماز کے بعد امیر جماعت شملہ نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تقریر فرمائی اور بتایا کہ ایک ترقی کرنے والی جماعت کے لئے مشکلات کا ہونا ضروری ہے۔ شملہ کی جماعت کے لئے یہ مشکلات کوئی خاص نہیں ہر جماعت میں ایسی مشکلات ہیں۔ اور چونکہ ہمارے سلسلہ کو عیسوی سلسلے سے مشابہت ہے۔ اس لئے اسی رنگ میں ہماری بھی ترقی ہوگی۔

تبلیغ کے متعلق لوکل حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور نے جماعت کو ہدایات دیں۔ اور اس امر پر خاص زور دیا۔ کہ شملہ بوجہ صدر مقام ہونے کے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اگر یہاں ہماری مضبوط جماعت قائم ہو جائے۔ تو بہت مفید کام کر سکتی ہے۔ اور تمام ہندوستان پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔

اتوار کے دن مخدوم محمد اشرف صاحب غیر مبایع۔ اور ڈاکٹر محمد حسین صاحب غیر احمدی حضور سے ملاقات کے لئے آئے مسلمانوں کے حقوق کی نگہداشت پر گفتگو کا سلسلہ رہا۔ اس کے بعد چودھری ظفر اللہ خان صاحب اور چودھری بشیر احمد صاحب چونکہ واپس جا رہے تھے۔ حضور سے ملاقات کے لئے آئے۔

اتوار کی دوپہر کا کھانا بابو عبدالحمید صاحب نے کھلایا جس میں حضور اور حضور کا تمام سٹاف مدعو تھا۔ بابو صاحب نے کھانے کا انتظام کوٹھی پر ہی کیا۔ تاکہ حضور کا وقت کوٹھی سے باہر جانے سے ضائع نہ ہو۔

نماز ظہر کے بعد حضور نے چودھری عبدالرحمٰن خاں صاحب سکنہ راہوں ممبر لیجسلیٹو کونسل اور ان کے ساتھ پانچ۔ چھ احباب کو ملاقات کا شرف بخشا۔ ان سے حضور قریباً ایک گھنٹہ تک گفتگو فرماتے رہے۔

اس کے بعد شملہ کی مسجد کے امام اور دو اور صاحبان جو آرمی ہیڈ کوارٹر کے دفتر میں کام کرتے ہیں۔ حضور سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ امام صاحب مسجد نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات کے متعلق سوالات کئے۔ حضور نے بہت اشرح جوابات ارشاد فرمائے۔

حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے اور حضور بے حد مصروف رہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک پرانے صحابی کا کشف

۱۳۔ جولائی۔ کشفی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں میں نے عرض کیا کہ مسئلہ نبوت حضور پر جماعت احمدیہ میں اختلاف و افتراق پیدا ہو گیا ہے۔ حضور نے فرمایا:۔

من نبوت میکنم بر کائنات ۔ منکرم محروم ماند از نبوت جہات

اس کے ساتھ دو اور شعر بھی تھے۔ جو میں یاد نہ رکھ سکا۔

بظاہر تو یہ شعر سیدھا سادہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر ہے بڑا عجیب اس میں مومنین کے واسطے تبشیر اور منکرین کے واسطے انذار ہے اور بڑی تحدی کا شعر ہے۔ ممکن ہے۔ کہا جائے۔ یہ تخیلات کے کرشموں میں سے ایک کرشمہ ہے۔ اور کسی کے لئے حجت نہیں مان لیا۔ کہ غیروں کے واسطے حجت نہ سہی۔ مگر صاحب کشف اور صاحب رؤیا کی اپنی ذات کے واسطے تو مسلمہ طور پر حجت ہے۔ اور مومنین کے واسطے بشارت ہے۔ خاکسار رمضان علی از پاڑہ چنار۔

ایک انگریزی ٹریکٹ

شیخ عبدالحکیم صاحب ہیڈ کوارٹر رائل ایر فورس شملہ نے ایک دو ورقہ انگریزی ٹریکٹ شائع کیا ہے۔ جس میں مختصر طور پر اطاعت اولوالامر پر عمدگی سے بحث کی گئی ہے۔ ٹریکٹ اپنے موضوع کے لحاظ سے بہت مفید ہے۔ احباب شیخ صاحب موصوف سے صرف محصولڈاک بھیج کر منگالیں۔ اور اپنے حلقوں میں تقسیم کریں۔

حصہ وصیت کی ادائیگی

جن موصیوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مالی حالت کو مضبوط کرنے کی غرض سے حصہ وصیت کا کل یا اس کا جزو ماہ جولائی میں داخل کیا ہے۔ اُن کے نام شکریہ کے ساتھ درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔

(۱)۔ مولوی فتح علی صاحب دوالمیال ضلع جہلم ۹۵ کل حصہ

(۲)۔ میاں شیر محمد صاحب قادیان ۲۰ جزو

(۳)۔ مولوی پیر محمد صاحب شاہ پور ضلع گورداسپور ۱۸ ؍ ؍

(۴)۔ چوہدری کریم بخش صاحب نابھہ ؍ ؍

(۵)۔ مسماۃ سراج بی بی صاحبہ زوجہ ڈاکٹر بدر الدین احمد صاحب سالم حصہ

(سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان دارالامان)

جماعت احمدیہ جھنگ مگھیانہ کے ارکان

(۱) پریذیڈنٹ۔ میاں غلام مرتضیٰ خاں صاحب تحصیلدار پنشنر۔ (۲) جنرل سیکرٹری محمد عالم اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر (۳) سیکرٹری مال اور (۴) سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ حکیم عبدالکریم صاحب۔ (۵) سیکرٹری تعلیم و تربیت قاضی غلام حسین صاحب خطیب مسجد احمدیہ خاکسار محمد عالم

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میگزین

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میگزین کا پہلا نمبر شائع ہو چکا ہے۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے تمہیدی مضامین کے علاوہ اولڈ بوائز۔ اساتذہ اور طلباء سکول کے نہایت دلچسپ مضامین درج ہیں۔ ٹائیٹل پیج پر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی شاندار عمارت کا فوٹو دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر کے فوٹو سے رسالہ مزین ہے۔

اب ہمارے پاس رسالہ کی صرف پچیس۔ تیس کاپیاں باقی ہیں۔ اس لئے اولڈ بوائز تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ ہم اپنی لاعلمی کے باعث جن اصحاب تک اپیل نہ پہونچا سکے ہوں۔ وہ جلد تر رسالہ کی سرپرستی قبول فرما کر مشکور فرمائیں۔ اور عنداللہ ماجور ہوں۔

نیز جن حضرات کی اعانت پر بھروسہ رکھتے ہوئے ہم وی۔ پی ارسال کر رہے ہیں۔ وہ وی۔ پی وصول فرما کر کارکنان میگزین کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

خاکسار محمد ابراہیم (بی۔ اے) ایڈیٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول میگزین

رسالہ "جامعہ احمدیہ"

خریداران رسالہ کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ رسالہ کا دوسرا نمبر شائع ہو گیا ہے۔ جن اصحاب کو ابھی تک نہ ملا ہو۔ وہ مطلع فرمائیں۔ تاکہ بھیجا جاسکے۔

نمونہ منگانے والے احباب کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ نمونہ کے لئے پانچ آنے کے ٹکٹوں کا آنا ضروری ہے۔ مینیجر رسالہ جامعہ احمدیہ قادیان

قابل تقلید مثال

ڈاکٹر محبوب عالم صاحب خلف اکبر ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم کی پوتی (جو قاضی محمد حنیف صاحب ضلعدار نہر کی صاحبزادی ہے) کا نکاح عزیزم چوہدری عبدالرشید صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی کے ساتھ گزشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ہوا۔ نکاح کے وقت لڑکی والوں کی طرف سے کوئی شرط یا کسی قسم کا مطالبہ نہ ہوا۔ مہر کے متعلق دریافت کیا گیا۔ تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ جو تم پسند کرو۔ چنانچہ وہی مہر جو ہم نے پیش کیا۔ وہی اطمینان سے منظور کر لیا گیا۔ پھر بوجہ رخصتانہ کی تاریخ تک ہر ایک قسم کی مدد چوہدری عبدالرشید صاحب کو دیتے رہے۔ بلکہ عبدالرشید صاحب کی والدہ کی فوتیدگی پر تجہیز و تکفین کا کل انتظام کیا۔ و میت کو مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کے لئے قادیان پہونچایا۔ اب رخصتانہ کے موقعہ پر زیورات یا پارچات یا دیگر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲ اگست ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

کانگریس کے تشدد کے خلاف

مسلمانوں کو عملی کارروائی کرنی چاہیئے

صدر پنجاب کانگریس کو انتباہ

کانگریس والوں کی ان چیرہ دستیوں سے تنگ آکر جو مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے عمل میں لائی جارہی ہیں مسلمانوں کو اپنی حفاظت کی فکر دامنگیر ہوئی ہے۔ اور لاہور میں ایک "مسلم تنظیم کمیٹی" بن گئی ہے۔ جس نے صدر پنجاب کانگریس کمیٹی کو مطلع کیا ہے۔ کہ

"آپ کی کمیٹی یا آپ کے کسی کارکن کو قطعاً کوئی حق حاصل نہیں۔ کہ وہ کسی مسلم کو اپنے پروگرام کی تعمیل کے لئے مجبور کرے۔ اور نہ تسلیم کرنے پر اس کو تنگ اور ذلیل کرے۔ اب تک مسلمان جو کچھ کرتے رہے ہیں۔ وہ حقیقت میں صبر اور نرمی پر محمول تھا۔ مگر اب تنگ آمد بجنگ آمد وہ ہر بات میں آپ کا مقابلہ کریں گے۔ آپ کے لئے ضروری ہے۔ کہ آئندہ اپنے ہر کارکن کو ہدایت کریں۔ کہ نہ وہ اپنے کسی پروگرام کی تعمیل کے لئے کسی مسلم کو مجبور کرے۔ اور نہ اس کے کاروبار کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔ اور نہ حقارت آمیز الفاظ سے مخاطب کرے۔ اس بات کو ذہن نشین کر لیجئے۔ کہ اگر آپ کسی کی دکان یا مکان پر پکٹنگ لگا کر اس کی عزت و آبرو کو کم کرنا۔ اور اس کے کاروبار کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں تو مسلمان بھی آپ کے مکانوں اور دکانوں اور گذرگاہوں پر پکٹنگ لگانا جانتے ہیں۔ اور صرف معمولی پکٹنگ نہیں۔ بلکہ اپنے مذہب اور عزت و ناموس کی خاطر مر مٹنا بھی جانتے ہیں۔ آپ مسلمانوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ ان کو تنگ نہ کریں۔ ورنہ وہ آپ کے پروگرام کا مقابلہ کرنے کے لئے سر بکف میدان میں نکل آئیں گے"

(انقلاب ۲۷۔ جولائی)

کانگریس کا ظلم مسلمانوں پر

فی الواقعہ کانگریس والوں کا یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ کہ وہ ان مسلمانوں کے کاروبار کو نقصان پہنچانے کے لئے ان کی دوکانوں پر پہرے بٹھائیں۔ جو کانگریس کے پروگرام سے قطعاً علیحدہ ہیں۔ اور طرح طرح سے انہیں ذلیل کریں۔ لیکن کانگریس والے اس بات کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہندوؤں کی نسبت کانگریس سے علیحدگی اختیار کرنے والے مسلمانوں کے خلاف بہت زیادہ سرگرمی سے کام لے رہے۔ اور ان کے کاروبار اور عزت و شہرت کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

مسلمانوں کے نقصان اٹھانے کی وجہ

مسلمانوں میں اگر تنظیم ہوتی۔ اگر وہ اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے مستعد ہوتے۔ اگر وہ کانگریس والوں کو ترکی بترکی جواب دیتے اور ان کے تشدد کو رد کرنے کے لئے کھڑے ہوجاتے۔ تو یہاں تک نوبت نہ پہونچتی۔ اور اس وقت تک مسلمان جس قدر نقصان اٹھا چکے ہیں۔ اس سے محفوظ رہتے۔ لیکن مسلمان نقصان پر نقصان اٹھاتے ہوئے اور کانگریس والوں کے تشدد اور سختی کا نشانہ بنتے ہوئے خاموش بیٹھے رہے۔ اس سے متشددین کے حوصلے اور زیادہ بڑھ گئے۔ اور وہ اپنی دست درازیوں میں بہت بے باک ہوگئے۔ لیکن صبر اور تحمل کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ آخر مسلمانوں کو بھی معلوم ہوا۔ کہ کانگریس والوں کے نقصان رسان طریق عمل کے مقابلہ میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنے سے گذارہ نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس کے انسداد کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا ضروری ہے۔

عملی کارروائی کی ضرورت

اس غرض کے لئے لاہور میں مسلم تنظیم کمیٹی قائم کی گئی ہے جس نے کانگریس کمیٹی کو مسلمانوں کے خلاف اپنی نقصان رسان سرگرمیوں کو بند کر دینے کا صاف اور واضح الفاظ میں نوٹس دے دیا ہے۔ اگرچہ شرافت اور تہذیب کا یہی تقاضا تھا۔ کہ کانگریس والوں کو اس طرح مطلع کر دیا جاتا۔ اگر اہل کانگریس کو اپنے اصول کا کچھ بھی پاس ہو۔ تو انہیں مسلمانوں کو اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہیئے لیکن یہ توقع رکھنا کہ صرف ایک اعلان شائع کر دینے سے مسلمان کانگریس والوں کی چیرہ دستیوں اور ایذا رسانیوں سے محفوظ ہو جائیں گے۔ درست نہیں۔ مسلمانوں کی اس وقت تک کی خاموشی سے ان لوگوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں۔ اور جب تک مسلمانوں کی طرف سے ان کے مقابلہ میں کوئی عملی کارروائی نہ ہوگی۔ وہ کوئی اثر قبول نہیں کریں گے۔

مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے

مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ ہر مقام پر اس قسم کی کمیٹیاں قائم کریں جو کاروباری اور دوکاندار مسلمانوں کو کانگریس والوں کے تشدد اور سختی سے محفوظ رکھ سکیں۔ اور ان کے پکٹنگ کو غیر مؤثر بنا سکیں۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ صرف ارادہ اور کوشش کی ضرورت ہے۔ کانگریس والوں کو قطعاً مسلمانوں کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کی جرات نہ ہوگی۔ ابھی پچھلے دنوں کا واقعہ ہے۔ کہ کانگریس کمیٹی لاہور نے بعض مسلمان اخبارات کو نوٹس دیا۔ کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر اپنی اشاعت بند کر دو۔ ورنہ پکٹنگ کے ذریعہ بند کرائی جائے گی۔ اس کے جواب میں ہمت اور جرأت سے کام لیتے ہوئے مسلمان اخبارات نے نہ صرف اپنی اشاعت بند کرنے سے انکار کر دیا۔ بلکہ کانگریس سے کہدیا۔ کہ اگر اس میں ہمت ہے تو پکٹنگ کر کے دیکھ لے مختلف مقامات کے مسلمانوں اور خاصکر ہماری طرف سے کانگریس کے پکٹنگ کا مقابلہ کرنے کے لئے والنٹیر بھیجنے کا جب اعلان ہوا۔ تو کانگریس کو اپنی حقیقت معلوم ہوگئی۔ اور اس نے مسلمان اخبارات کی طرف رخ کرنے کی بھی جرأت نہ کی۔ اگر مسلمان دوکانداروں کو بھی کانگریس کی ناکہ بندی سے محفوظ رکھنے کے لئے مسلمان کھڑے ہوجائیں۔ تو کانگریس کو ضرور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

صرف اعلان کافی نہیں

لیکن اگر گھر بیٹھ کر صرف اعلان شائع کر دینے پر اکتفا کیا گیا۔ تو اس کا کچھ نتیجہ نہ نکلے گا۔ بلکہ مسلمانوں کی وقعت کو اور زیادہ نقصان پہونچے گا۔

تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کانگریس والوں کی سرگرمیاں ان دنوں مسلمان دوکانداروں کے خلاف بہت زور پکڑ گئی ہیں۔ اور خاص لاہور میں اب صرف مسلمان دوکانداروں کی دوکانوں کی انہوں نے ناکہ بندی کر رکھی ہے۔ مسلم تنظیم کمیٹی کو چاہیئے۔ کہ بہت جلد عملی کارروائی کرنے کی طرف متوجہ ہو۔ ورنہ اس کا صرف

اعلان شائع کر دینا اور صدر کانگریس کو نوٹس دے دینا مسلمان دوکانداروں کی مشکلات کو کم کرنے والا نہیں۔ بلکہ اور زیادہ بڑھانے والا ہوگا۔ اور کانگریسی یہ سمجھ کر کہ مسلمانوں کو ان کے سامنے کھڑے ہونے کی ہمت نہیں۔ اپنے تشدد میں بہت بڑھ جائیں گے۔

درجہ نوآبادیات کا وعدہ

گاندھی جی نے قانون شکنی کی موجودہ مہم کامل آزادی حاصل کرنے کے لئے اختیار کی۔ اور انہوں نے بارہا اعلان کیا۔ کہ وہ یا تو اسے حاصل کر کے لوٹیں گے۔ یا جان دے دیں گے لیکن ان کے موجودہ قائم مقام اور کانگریس کے صدر مسٹر واربھ پٹیل نے اپنی ایک حال کی تقریر میں کہا:۔

"ہمیں انگریزوں یا برطانیہ سے کوئی پرخاش نہیں۔ ہم صرف یہ وعدہ چاہتے ہیں۔ کہ ہمیں درجہ نوآبادیات دیا جائے گا۔ یہ وعدہ ملتے ہی میں صلح کر لونگا" (پرتاپ ۲۳۔ جولائی)

کجا کامل آزادی حاصل کرنے کا دعویٰ اور کجا "درجہ نوآبادیات" کا صرف "وعدہ"۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ کانگریس کو اپنی ناکامی کا احساس ہو رہا ہے۔ اور وہ حکومت کے سامنے جھکنے پر مجبور ہو رہی ہے۔

ہمارے نزدیک تو حکومت کئی بار درجہ نوآبادیات کا وعدہ دے چکی ہے۔ لیکن اگر کانگریس نئے سرے سے وعدہ لینا چاہتی ہے۔ اور اس پر صلح کرنے کے لئے تیار ہے۔ تو گورنمنٹ کا اس میں کیا حرج ہے۔

مسلمانوں کے حقوق اور ہندو

تعداد کے لحاظ سے سیاسی حقوق کے مطالبہ پر مسلمانوں کو ہندو ہمیشہ یہ کہتے رہے ہیں۔ کہ اول اپنی تعداد کے مطابق ملک کے لئے قربانیاں کرو۔ اور پھر یہ مطالبہ پیش کرو۔ مسلمان اگرچہ ہندوؤں کی نسبت ہمیشہ ملک کے لئے زیادہ قربانیاں کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ہندوؤں کے نزدیک قربانی صرف یہ ہے۔ کہ کانگریس کے احکام کی تعمیل میں مسلمان اپنے آپ کو قید و بند کے مصائب میں مبتلا کریں۔ اگر اسی کا نام ملک کی خدمت اور اس کے لئے قربانی ہے۔ تو اس لحاظ سے بھی مسلمان اس بات کے مستحق ہو گئے ہیں۔ کہ ہندو ان کی آبادی کے لحاظ سے ان کے حقوق تسلیم کریں۔ کیونکہ خود ہندو تسلیم کر رہے ہیں۔

"مہاتما گاندھی کے فرمان پر جو ۲۰ ہزار کے قریب ہندوستانی جیلوں میں جا چکے ہیں۔ ان میں مسلمانوں کی تعداد کئی ہزار ہوگی تعجب نہیں۔ کہ اپنی تعداد کے لحاظ سے انہوں نے زیادہ والنٹیر دئے ہوں۔ سرکردہ مسلمانوں کی تعداد بھی کم نہیں"

(پرتاپ ۲۵۔ جولائی سنہ ۱۹۳۰ء)

ایسی حالت میں جبکہ مسلمانوں کا کثیر حصہ کانگریس سے علیحدہ ہے۔ مسلمان اپنی تعداد سے زیادہ کانگریس کے لئے قربان ہو چکے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اب بھی ہندوستان کے صرف دو تین صوبوں میں ان کی آبادی کے مطابق ان کے حقوق تسلیم نہیں کئے جاتے۔ کیا اس کا صاف طور پر یہ مطلب نہیں۔ کہ مسلمان خواہ کس قدر قربانیاں کریں۔ ہندو اُن کے حقوق کا قطعاً لحاظ کرنے کے لئے تیار نہیں۔

مرزائی نہیں احمدی

معزز معاصر "انقلاب" (۲۷۔ جولائی) نے ضلع گوجرانوالہ کے ایک شاعر "جلالی" صاحب کے اشعار پر شاعری کے لحاظ سے تنقید کرتے ہوئے اپنے عجز کا ان الفاظ میں اعتراف کیا ہے:۔

"جلالی صاحب کے اشعار۔ زبان۔ عروض۔ تذکیر و تانیث معنی آفرینی اور بلند پردازی کی اتنی خوبیوں کے حامل ہیں۔ کہ مدیر افکار کی قوت تنقید و انتخاب مجروح ہے"

اس کے ساتھ اگر یہ بھی اضافہ کر دیا جائے۔ کہ جلالی صاحب نے اپنی ناواقفیت یا ضرورت شعری پر تہذیب و شرافت کو قربان کر دینے میں بھی کوتاہی نہیں کی۔ تو بے جا نہ ہوگا۔ مثلاً ان کا ایک شعر ہے:۔

مذہب و ملت میں بھی جبر و تشدد کچھ نہیں
امن کے باعث بسا مخلوق مرزائی ہوئی

اس سے جہاں ان کی شاعری کی حقیقت ظاہر ہے۔ وہاں یہ بھی عیاں ہے۔ کہ انہوں نے احمدیوں کو "مرزائی" کہکر معمولی اخلاق کو بھی جواب دے دیا۔ جلالی صاحب کو جہاں "بسا مخلوق" کے جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کا علم ہوا۔ وہاں انہیں یقیناً یہ بھی معلوم ہوگا۔ کہ احمدی قطعاً پسند نہیں کرتے۔ کہ انہیں مرزائی کہا جائے۔ مگر باوجود اس کے انہوں نے احتیاط نہ کی۔ شاعری کے لحاظ سے اگر وہ اپنے اشعار آبدار میں اصلاح کی ضرورت نہ سمجھیں تو براہ مہربانی اخلاق کے لحاظ سے لفظ "مرزائی" کو ضرور بدل دیں۔

مذہبی رواداری کی قابل تقلید مثال

کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مسیحیوں نے ایک دوسرے پر جو مظالم توڑے۔ اور جس بیدردی سے ایک دوسرے کا خون بہایا۔ تاریخ ان واقعات سے لبریز ہے۔ ہمیشہ ان میں مخالفت رہی۔ اور ہمیشہ انہوں نے ایک دوسرے کے خلاف کوششیں کیں۔ مگر فلسطین کا ایک عربی اخبار لکھتا ہے۔ کہ بیت اللحم میں کیتھولک مسیحیوں کا ایک گرجا تھا۔ اُس کی دوبارہ تعمیر کے سلسلہ میں چندہ جمع کرنے کا کام شروع کیا گیا۔ چونکہ مقامی آبادی پروٹسٹنٹ مسیحیوں کی ہے۔ اس لئے خیال کیا جاتا تھا۔ کہ شائد کافی چندہ جمع نہ ہو سکے مگر یہ نہایت خوشی کی بات ہے۔ کہ صرف پروٹسٹنٹ مسیحیوں نے کیتھولک مسیحیوں کے گرجا کی تعمیر کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ جمع کر دیا یہ مذہبی رواداری کی ایک قابل تقلید مثال ہے۔ مسلمانوں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور انہیں بھی باوجود اختلاف عقائد کے مشترکہ مقاصد میں کامل متحد ہو کر کام کرنا چاہیئے۔

کابل میں ہندوؤں سے سلوک

مسلمان حکمرانوں نے ہمیشہ غیر اقوام سے ایسا اعلیٰ اور پسندیدہ سلوک کیا ہے۔ کہ اُنہیں کبھی حرف شکایت لب پر لانے کا موقعہ نہیں ملا چنانچہ اسوقت ہمارے سامنے تازہ مثال شاہ افغانستان کی ہے۔ "ملاپ" نے اپنے خاص نامہ نگار کی اطلاع پر لکھا ہے:۔ "شاہ نادر خاں کا سلوک سکھوں اور ہندوؤں کے ساتھ بہت اچھا ہے۔ اور انہیں شکایت کا کوئی موقعہ نہیں دیا جاتا" (۲۴ جولائی)

یہ تو ایک مسلمان بادشاہ کا سلوک ہے۔ اور اس کا سلوک ہے۔ جس کی مخالفت میں ہندوستان کے ہندوؤں نے سارا زور صرف کیا مگر اب ہندو ریاستوں کو دیکھئے۔ وہاں مسلمانوں پر کس قدر مظالم کئے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایسی ریاستیں بھی ہیں۔ جہاں مذہبی عبادت تک سے بجبر روکا جاتا ہے۔

شاردا ایکٹ میں ترمیم

پچھلے دنوں وائسرائے ہند نے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ایک مکتوب کے جواب میں شاردا ایکٹ کے متعلق بتایا تھا۔ کہ صوبوں کی حکومتوں سے اس کے متعلق کیفیت طلب کی گئی ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ اس بارے میں مسلمانوں میں جو بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ اس کا گورنمنٹ ہند کو احساس ہوا ہے۔ اور وہ مناسب کارروائی کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ حال میں کونسل آف سٹیٹ میں مسٹر سرت سنگھ نے ایک ترمیم پیش کی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر چودہ سال سے کم عمر کی لڑکی اور اٹھارہ سال سے کم عمر لڑکے کے ولی یا والدین ضلع کے جج کی عدالت میں پیش ہو کر یہ ثابت کر دیں۔ کہ وہ فی الحقیقت کسی مجبوری کے ماتحت لڑکے لڑکی کی شادی کرنا چاہتے ہیں۔ تو انہیں بعد تحقیق وجوہ اجازت دیدی جائے۔

اسلام میں چونکہ بلا وجہ اور بلا ضرورت بچپن کی شادی کو پسندیدہ قرار نہیں دیا گیا۔ اس لئے جو لوگ ایسی شادی کرنا چاہیں۔ ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ معقول وجوہات رکھتے ہوں۔ لیکن اس قسم کی معقولیت اور غیر معقولیت کا اندازہ لگانا مسلمانوں کے مذہبی راہنماؤں اور مذہبی اداروں کا کام ہونا چاہئے۔

طرف توجہ دلا رہا ہے۔ مثلاً انسان کی بڑی آنتوں کے ساتھ چھوٹی انگلی کے برابر ایک زائد آنت ہوتی ہے۔ جس کو (Vermiform appendix) کہتے ہیں۔ اس میں بعض دفعہ غذا کے نیم ہضم شدہ ذرات رک جاتے ہیں۔ جن کی وجہ سے اس کے اندر سوزش ہو کر ورم ہو جاتا ہے جسے (Appendicitis) کہتے ہیں۔ اور ڈاکٹر عموماً اس کو اپریشن کر کے کاٹ دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ بے فائدہ ہے۔ مگر اب اس کے متعلق تجربہ کیا گیا ہے۔ اور معلوم ہوا ہے۔ کہ ان کا یہ خیال درست نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے بارہ بندر لئے۔ اور ان میں سے نصف کے (Appendix) کاٹ دیئے۔ اور سب کو ایک ہی قسم کی غذا دی گئی۔ مگر بعد میں معلوم ہوا۔ کہ جن کی وہ آنت کاٹی گئی تھی۔ ان کی چستی میں فرق پڑ گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ پہلے ڈاکٹر لوگ معمولی تکلیف پر بھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔ مگر اب احتیاط کرتے ہیں۔ پہلے اس آنت کا فائدہ ان کو معلوم نہ تھا۔ مگر فائدہ اس کا تھا ضرور۔ اور تجارب سے معلوم ہوا۔ کہ واقعی یہ آنت بے فائدہ نہیں۔ بناؤ۔ اگر اس کے متعلق تجربہ نہ کیا جاتا۔ تو قرآن کریم کے اس اصل کی تصدیق کس طرح ہوتی۔ کہ ہر چیز مفید ہے۔ پس اسلام سائنس کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اور سائنس کی تحقیقاتوں سے اسلام کی تائید ہوتی ہے۔

تصادم کی ایک اور وجہ

مذہب اور سائنس کے باہمی تصادم کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ بعض لوگ اپنے وہم کو مذہب قرار دیتے ہیں۔ جو لازماً سائنس کے مسلمہ اصول سے ٹکراتا ہے۔ مگر یہ ان لوگوں کی غلطی ہے۔ گویا اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ ان کا وہم درست ہے۔ اور تجارب اور مشاہدات غلط ہیں۔ ادھر سائنس والے بھی بعض دفعہ غلطی کرتے ہیں۔ کہ محض تھیوری کا نام سائنس رکھ لیتے ہیں۔ اور وہ مذہب کے ساتھ ٹکراتی ہے۔ مگر تھیوری قابل قبول نہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کے قول کے مقابلہ میں ایک انسان کی ذہنی اختراع کچھ چیز نہیں۔ جس طرح بعض مذاہب جھوٹے ہو سکتے ہیں۔ (مثلاً وہ جو دل کے خیال۔ وہم اور تخیل کو خدا کا کلام سمجھ لیں) اسی طرح تھیوری بھی جھوٹی ہو سکتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کئی تھیوریاں آئے دن بدلتی رہتی ہیں۔ جوں جوں علوم میں ترقی ہوتی ہے۔ پرانی تھیوریوں کو باطل کرتی جاتی ہے۔ مثلاً (Einstein) کی نئی تھیوری نے علم ایس ٹرانومی کی بہت سی پختہ باتوں کو غلط ثابت کر دیا ہے۔ اسی طرح قدرت کے کرشموں کے مطالعہ سے جو غلط نتائج نکالے جائیں۔ اور وہ مذہب سے ٹکرائیں۔ تو بعد میں اصل حقیقت کے منکشف ہو جانے پر پشیمانی ہوتی ہے۔ پس آیندہ کے لئے فیصلہ کر لو۔ کہ خدا تعالےٰ کے الفاظ اور اپنے تجربہ پر علوم کی بنیاد رکھیں گے۔ اور اس طرح پر تصادم نہیں ہوگا۔ اور اگر ٹکراؤ ہو۔ تو سمجھ لو۔ کہ یا تو خدا کا کلام سمجھنے میں غلطی ہوتی ہے۔ یا پھر تجربہ میں غلطی کی گئی۔

95

مخالفت کی تین وجوہات

دو باتوں میں مخالفت تین طرح کی ہو سکتی ہے۔

(۱) اگر ایک کو مانا جائے۔ تو دوسری کا لازماً رد ہو۔

(۲) ایک دوسری کی طرف توجہ کرنے سے روکے۔ مثلاً مذہب یہ کہے۔ کہ سائنس پر غور نہ کرو۔ اور سائنس کہے۔ مذہب کی طرف توجہ نہ کرو۔

(۳) تفصیلی تعلیم میں اختلاف ہو یعنی اصولی باتوں میں نقض نہ ہو۔ بلکہ جزئیات میں اختلاف ہو۔ اسلامی تعلیم میں ان تینوں میں سے ایک قسم کا اختلاف بھی نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ (۱) اسلام خدا کا قول ہے۔ اور سائنس اس کا فعل ہے۔ پس نقیض نہ ہوئے۔ (۲) دونوں نے ایک دوسرے کا مطالعہ کرنے سے منع بھی نہیں کیا۔ (۳) جزئیات میں بھی اختلاف کوئی نہیں۔ دونو آپس میں متحد و متفق ہیں۔ قرآن تو حقیقی سائنس کو منکشف کرتا ہے۔ بعض اسلامی احکام آج سے تیرہ سو سال قبل گو عجیب معلوم ہوتے تھے۔ مگر اب آہستہ آہستہ ان کا فلسفہ اور حکمت ظاہر ہو رہی ہے۔ خواہ ان احکام کا تعلق علم النفس (سائی کالوجی) سے ہو۔ یا علم کیمیا (کیمسٹری) سے۔ (باقی)

دیدار ہستی باریتعالیٰ کے متعلق چند روایات

(از مولنا مولوی عبدالستار صاحب افغان المعروف بزرگ صاحب)

(۱) میں نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پوچھا۔ کہ صوفیا کہتے ہیں۔ ادراک کنہ باریتعالیٰ محال ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ حضور نے فرمایا۔ ادراک کنہ باریتعالیٰ کے یہ معنے ہیں۔ کہ معلوم کیا جائے خدا تعالیٰ کیا چیز ہے۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب فرعون کو کہا۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔ تو فرعون نے سوال کیا۔ وما رب العالمین۔ خدا کیا چیز ہے۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا۔ رب السموٰت والارض وما بینہما ان کنتم موقنین۔ آسمانوں اور زمینوں کا اور جو کچھ کہ ان کے درمیان ہے سب کا وہ رب ہے۔ بشرطیکہ تم یقین کرو۔ فرعون نے کہا (الا تستمعون) اے لوگو سنتے ہو! اس بات سے تو یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ رب العالمین کیا چیز ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ (ربکم ورب اٰباءکم الاولین) تمہارا اور تمہارے باپ دادوں کا بھی رب ہے۔ اس پر فرعون کہنے لگا۔ ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون۔ تمہاری طرف جو رسول بھیجا گیا ہے۔ وہ یقیناً مجنون ہے۔ کیونکہ میں ذات باریتعالیٰ کی کنہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ اور وہ افعال باریتعالیٰ جواب میں بیان کرتا ہے۔ یہ بیان کر کے حضور نے فرمایا۔ کنہ معلوم کرنے کے یہ معنی ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کا احاطہ کیا جائے۔ اور یہ ہو نہیں سکتا۔ بلکہ کنہ باری تعالیٰ کا ادراک تو کیا۔ صفات باریتعالیٰ پر بھی احاطہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام افعال باریتعالیٰ سے جواب کیوں دیتے؟

(۲) ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جبکہ سیر کو جا رہے تھے۔ میں نے حضور کو مخاطب کر کے یہ شعر پڑھا۔

کسے کہ عاشق معشوق خویشتن ہمہ اوست
حریف خلوت ساقی انجمن ہمہ اوست

اور عرض کیا۔ کیا یہ شعر کہنے والا وجودی ہے۔ حضور نے بڑی محبت سے فرمایا۔ شعر سے یہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ شاعر وجودی ہے۔ کیونکہ وجودی اور شہودی کا بیان ایک ہی طریقہ سے آتا ہے۔ بعد میں میں نے حضور کے اشعار پڑھے۔ تو انہیں چند اشعار یوں نظر آئے۔

ہر سو ہر طرف رخ آں یار بنگرم ۔ آں دیگر کجا است کہ آید بخاطرم
ایں دو چشم من کہ زیب ایں سرم ۔ بیند آں یارہ کہ یار و دلبرم

(۳) میرے سامنے ایک دفعہ شہید مرحوم حضرت مولوی عبداللطیف صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ لوگوں کیلئے وہ آیات متشابہ ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی معرفت کے بارے میں آئی ہیں۔ مگر میرے لئے وہ آیات متشابہ نہیں۔ کیونکہ میں عالم کو مانتا ہوں۔ اسلئے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ عالم ہے۔ وگرنہ میں نے عالم کو نہیں دیکھا۔ حضور نے ہنس کر فرمایا۔ وجودی اسی مقام سے پھسل گئے۔ کیونکہ جب وہ فانی ہو کر عالم کو دیکھ نہیں سکے۔ تو عالم سے انکار کر دیا۔

(۴) میں نے ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ دیدار الٰہی دنیا میں ہوتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ دیدار دنیا میں نہیں ہوتا۔ آخرت میں ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ بات ٹھیک ہے۔ اس کی خاص تجلی دنیا میں بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ مجھ پر بھی ہوئی۔ پھر فرمانے لگے۔ ہاں یہ بات ضروری نہیں۔ کہ ایک پر اگر تجلی ہو۔ تو دوسرے پر بھی اسی رنگ میں ہو۔ اس پر آپ نے مثنوی کے بہت سے اشعار پڑھے۔ جن سے ثابت ہوتا تھا کہ تجلی ایک رنگ میں نہیں ہوتی۔ میں نے بعد میں شہید مرحوم سے پوچھا۔ کیا تجلی ایک ہی رنگ میں نہیں ہوتی۔ اور ساتھ ہی کہدیا۔ کہ مولوی صاحب (خلیفہ اول رضی اللہ عنہ) نے یوں ہی فرمایا ہے۔ آپ سنکر فرمانے لگے۔ صوفی کی تجلی مقرر نہیں۔ بلکہ کسی صوفی کیلئے بھی کوئی خاص تجلی مقرر نہیں۔ کیونکہ قرآن میں آتا ہے۔ کل یوم ھو فی شان

(۵) میں نے ایک دفعہ مسیح موعود علیہ السلام کو ایک حدیث بیان کرتے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے رب کو سب سے اچھی صورت میں دیکھا۔ (رأیت ربی فی احسن صورۃ) پھر فرمایا مجھ سے میرے رب نے پوچھا ملاء اعلیٰ کس چیز میں بحث کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ (لا اعلم) میں نہیں جانتا۔ خدا تعالیٰ نے میرے دونوں شانوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھا۔ اور میں نے اپنی چھاتی میں ٹھنڈک محسوس کی (...بین ثدیی) تب میں جاننے لگا۔ اس سے جو ہوا۔ اور جو کچھ ہو رہا ہے۔ (فعلمت ما کان وما یکون) خدا تعالیٰ کے سوال کا پھر آنحضرت صلعم نے جواب دیا۔ (۶) میں نے ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ شیعہ کہتے ہیں کہ دیدار الٰہی نہیں ہوتا۔ اور وہ دلیل کے طور پر یہ آیت پیش کرتے ہیں۔ لا تدرکہ الابصار۔ اس کا جواب کیا ہونا چاہیئے۔ حضور نے فرمایا۔ لا تدرکہ الابصار کے یہ معنی ہیں کہ آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ خدا غیر محدود ہے۔

کھلی چٹھی

بنام

مولوی احمد عبدالحلیم صاحب مصنف "رد قادیان" آف کلانور

قریباً دو سال ہونے کو ہیں۔ کہ آپ کو کتاب "نور ہدایت" بھیجی گئی تھی۔ مگر اب تک اس کا جواب آپ کی طرف سے نہیں ملا۔ ایک دفعہ آپ نے لکھا تھا۔ چونکہ میں عدیم الفرصت ہوں۔ میں خود تو جواب نہیں دے سکتا۔ البتہ مولوی عبدالشکور صاحب مرزاپوری ایڈیٹر "النجم" لکھنوی اس کتاب یعنی نورِ ہدایت کو جواب لکھنے کی غرض سے لے گئے ہیں۔ وہ بہت جلد مکمل جواب دینگے۔ افسوس ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے بھی آج تک کوئی توجہ نہیں فرمائی۔ میں نے یہ سمجھکر کہ شاید آپ کے پیر و مرشد جناب مولوی اشرف علی صاحب ہی جواب کی طرف توجہ فرمائیں۔ ایک جلد "نورِ ہدایت" کی بذریعہ رجسٹری ان کی خدمت میں ارسال کی تھی۔ اور ساتھ ہی ایک اطلاعی خط بھی بھیجدیا تھا۔ مگر میری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی۔ کہ جناب مولوی صاحب نے اس رجسٹری شدہ پیکٹ کو واپس کر دیا۔ میرے خیال میں اس معاملہ میں مولوی صاحب نے ازحد غیر متوقع کمزوری دکھائی۔ ان کا فرض تھا۔ کہ کتاب واپس نہ کرتے۔ بلکہ لے کر اچھی طرح ملاحظہ فرماتے۔ اگر کوئی بات قابل اعتراض ہوتی۔ تو جواب دیتے تاکہ ہم لوگ جو آپ لوگوں کے نزدیک گم گشتہ راہ ہیں۔ ہدایت پاتے۔ بھلا یہ بھی کوئی انصاف ہے۔ کہ آپ کے رسالہ "رد قادیان" کی تو وہ حرفاً حرفاً تائید کر کے نہ صرف آپ کی حوصلہ افزائی کریں۔ بلکہ اس کو نافع الناس بھی بتائیں۔ مگر جب اس رسالہ کا جواب ان کی خدمت میں بھیجا جائے۔ تو اس کو دیکھنا تک بھی گوارا نہ فرمائیں۔

آپ کو یاد ہوگا۔ کہ آپ کو کتاب نور ہدایت بھیجنے سے قبل ایک اشتہار نور ہدایت کا آپ کو بھیجا گیا تھا۔ اور اسی قسم کا اشتہار اسی زمانہ میں جناب مولوی صاحب کی خدمت میں بھی بھیجدیا تھا۔ چونکہ اشتہار مذکور میں نور ہدایت کے مضامین کی سرخیاں تھیں۔ اور بعض سرخیوں میں مولوی صاحب کا نام بھی تھا۔ لہذا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ان سرخیوں کو دیکھکر ہی اصل کتاب سے خائف ہو گئے۔

اس کے بالمقابل میں اپنا اور اپنے ہادی برحق حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طرز عمل بتاتا ہوں۔ آپ نے میرے پاس اپنا رسالہ "رد قادیان" بھیجا۔ جس کو پڑھکر اگرچہ میرا خون کھولنے لگا۔ کیونکہ رسالہ مذکور اپنی نوعیت کے لحاظ سے نہایت گندہ اور سخت دل آزار تھا۔ بہت ممکن تھا۔ کہ آپ کے رسالہ کو میں نذر آتش کر دیتا۔ مگر نہیں۔ ایسا نہیں کیا۔ بلکہ خدائے تعالےٰ نے مجھکو نہایت صبر کے ساتھ جواب لکھنے کی توفیق بخشی۔ چنانچہ معقولیت کے ساتھ اس کا رد لکھا۔ پس آپ کے پیر و مرشد کو بھی اگر زیادہ نہیں۔ تو کم از کم اتنے ہی حوصلہ سے کام لینا چاہیئے تھا۔ جو خدا کے مقدس مامور کے اک ادنےٰ غلام نے دکھایا۔

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عالی حوصلگی کا حال بھی سُن لیجئے گا۔ حضور اقدس کے نام مخالفین کی طرف سے بذریعہ ڈاک اکثر بیرنگ خطوط آیا کرتے تھے۔ جن میں بجز گندی گالیوں کے اور کچھ نہ ہوتا تھا۔ باوجود متواتر تجربات کے کہ بیرنگ خطوط میں سوائے گالیوں کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ آپؑ نے کبھی کسی مخالف کے بیرنگ خط کو واپس نہیں کیا۔ جب بیرنگ خط آتا پیسے دیکر خط لیتے۔ اور پڑھتے۔ پھر خادم کو حکم دیتے کہ جاؤ۔ اس خط کو بھی اسی بوری میں ڈالدو جس میں پہلے خطوط ہیں۔ ایک دفعہ حضور کے صحابہؓ نے عرض کیا حضور بیرنگ خطوط نہ لیا کریں۔ ان کو جمع کرنے سے کیا فائدہ۔ مسکرا کر فرمایا۔ یہ تمام خطوط اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کر کے عرض کرونگا۔ کہ یہ مخالف آپ کی امت نے میرے پاس بھیجے تھے۔ اللہ اللہ کیا ہی عالی حوصلہ انسان تھا۔ آخر خدا کا مقدس نبیؑ جو تھا۔ اللھم صل علےٰ محمد و علیٰ عبدک المسیح الموعود۔

براہ مہربانی آپ جناب مولوی صاحب سے عرض کریں۔ کہ آئندہ اگر ان کی خدمت میں کوئی کتاب بھیجی جائے خواہ وہ نور ہدایت ہی کیوں نہ ہو۔ ہرگز ہرگز واپس نہ کریں۔ کیونکہ یہ ایک نہایت تنگدلی اور کمزوری کی بات ہے۔ لہذا جو بھی کتاب آئے۔ اُس کو لے کر ٹھنڈے دل سے پڑھیں۔ اگر کوئی بات اُس میں قابل اعتراض ہو۔ تو اس کا جواب لکھیں۔ اگر میری اس مخلصانہ درخواست کو بھی ٹھکرا دیا گیا۔ تو میں یہ کہنے پر مجبور ہونگا۔ کہ میں آپ لوگوں پر اور ان تمام علماء پر جن کو میں نے نور ہدایت بھیجی ہے۔ جن میں مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل بھی شامل ہیں۔ اتمام حجت کر چکا ہوں۔

(خاکسار سید عبدالمجید احمدی کمرشل ہاؤس کوہ منصوری)

وصایا میں اضافہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کے اس ارشاد کی تعمیل میں "کہ میرے نزدیک ہر وہ جائداد جس سے کسی کا گزارہ نہیں چلتا۔ اس کی اگر وصیت کرتا ہے۔ تو وہ وصیت نہیں ہے۔ اس لئے میں نے کارکنوں کو توجہ دلائی ہے۔ کہ اس قسم کی وصیتیں فضول ہیں۔"

بہت سے موصی اصحاب نے جن کی وصیتیں جائداد کی تھیں۔ مگر ان کے گزارے ماہوار آمد پر تھے۔ آمدنی کا دسواں حصہ دینا شروع کر دیا ہے۔ اور ماہ جولائی میں مندرجہ ذیل اصحاب نے اپنی ماہوار آمدنی کا دسواں حصہ دینے کا اقرار کر کے اس پر عمل شروع کر دیا ہے۔ جن کے نام شکریہ کے ساتھ شایع کئے جاتے ہیں:-

(۱) مولوی محمد تقی صاحب مدرس سنور ریاست پٹیالہ۔

(۲) حکیم میر سعادت علی صاحب حیدر آباد دکن۔

(۳) سیٹھ محمد غوث صاحب حیدر آباد دکن۔

(سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی۔ قادیان دارالامان)

وڈالہ بانگر میں کانگریس کے خلاف تقریر

۲۵ر جولائی۔ مولوی عبدالجبار خان صاحب ڈپٹی سکرٹری ینگ مین ایسوسی ایشن فتح گڑھ ضلع گورداسپور نے مسجد میں تقریر کی۔ اور کانگریس کی سرگرمیوں کو مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ثابت کیا۔ اور تلقین کی کہ مسلمانوں کو نہ صرف ان سرگرمیوں سے علیحدہ رہنا چاہیئے۔ بلکہ ان کو بے اثر بنانے کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔

(خاکسار احمد الدین سکرٹری انجمن احمدیہ وڈالہ بانگر)

مذہب اور سائنس

پر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ایک تقریر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ۳ مارچ ۱۹۲۷ء زیر صدارت جناب ڈاکٹر محمد اقبال صاحب اسلامیہ کالج کی سائنس یونین کی درخواست پر حبیبیہ ہال لاہور میں اس مضمون پر لیکچر دیا۔ جو اسسٹنٹ ایڈیٹر صاحب الفضل میاں نذیر احمد صاحب چغتائی مرحوم نے قلمبند کیا۔ مگر افسوس کہ ابھی وہ یہ تقریر صاف کر ہی رہے تھے۔ کہ داعی اجل کو لبیک کہہ کر اپنے مولا کے پاس چلے گئے۔ اس وجہ سے یہ تقریر اپنے وقت پر شائع نہ ہو سکی۔ چونکہ عاجز نے بھی اپنے ذوق کے مطابق اس بے نظیر لیکچر کے نوٹ لئے تھے۔ اس لئے مَیں نے خیال کیا۔ چغتائی صاحب کی افسوسناک وفات کے بعد اس مضمون کی اشاعت کی ذمہ واری مجھ پر عائد ہوتی ہے۔ مجھے چونکہ ملازمت کے سلسلہ میں افریقہ آنا پڑا۔ اس لئے اس فرض کی ادائگی میں دیر ہو گئی۔ تاہم مَیں سمجھتا ہوں۔ احباب کے لئے اس اہم مضمون پر حضور کے خیالات کا معلوم کرنا بہت مفید ہو سکتا ہے۔ مگر یاد رہے۔ یہ مضمون حضرت اقدس کے عظیم الشان لیکچر کا نہایت ادنےٰ خلاصہ ہے۔ اور وہ بھی عاجز کے اپنے الفاظ میں۔ پس اگر کوئی فروگذاشت ہو تو اُسے عاجز کا قصور فہم سمجھا جائے۔ (خاکسار۔ محمد شاہنواز۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ یوگنڈا۔ مشرقی افریقہ)

حضور نے فرمایا۔

جیسا کہ اشتہار میں شائع کیا گیا ہے۔ اس مجلس میں مَیں مذہب اور سائنس کے متعلق کچھ بیان کروں گا۔ بادی النظر میں اس بحث کے لئے ایک ایسے آدمی کا کھڑا ہونا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے جو ان دونوں علوم کے متعلق کامل واقفیت رکھتا ہو۔ مَیں عمر کے بیشتر حصہ کو اور اوقات میں سے اکثر وقت کو مذہب کی تحقیق میں صرف کرتا ہوں۔ اور میرے لئے سائنس کے متعلق باریک مطالعہ کے لئے ایسی فرصت کا ملنا نا ممکن ہے۔ جو کسی فن کا ماہر ہونے کے لئے ضروری ہے۔ مگر اس امر کے باوجود جو بحث کرنی ہے۔ وہ چونکہ اصول کے متعلق ہے۔ اس لئے مَیں نے یہ مضمون لیکچر کے لئے چنا ہے۔

مذہب اور سائنس کا تصادم

مذہب اور سائنس کا مقابلہ بہت پرانا چلا آتا ہے۔ ترقیٔ انسانی کے مختلف دَوروں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ مقابلہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ سائنس کے ماہروں کو جادوگر کہا گیا۔ ان پر سختی کی گئی۔ بعضوں کو جلایا گیا۔ اور طرح طرح کے ظلم اُن پر مذہب کے حامیوں کی طرف سے کئے گئے۔ اسی طرح مذاہب کے بانیوں کو سائنس دان اور فلسفی مجنون کہتے چلے آئے ان کو ہمیشہ مرگی۔ ہسٹیریا اور مالیخولیا کے مریض تصور کرتے رہے چنانچہ سائنس کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں پر مذہبی لوگوں کے مظالم بخوبی روشن ہیں۔ اور مذہب کی تاریخ کو جاننے والوں کو فلسفیوں کے یہ ناموزوں القاب خوب معلوم ہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ یہ مقابلہ کیوں ہے۔ اور یہ تصادم کس وجہ سے ہے۔ آیا کوئی معقول وجہ اس بات کی ہے۔ کہ سائنس مذہب سے ٹکرائے کیا مذہب واقعی سائنس کے خلاف تعلیم دیتا ہے۔ اس بات کے فیصلہ کی آسان صورت کہ آیا۔ ان دونوں میں حقیقی تصادم ہے یا نہیں۔ یہ ہے۔ کہ دونوں کی تعریف بتا دی جائے۔ یعنی مذہب کسے کہتے ہیں۔ اور سائنس کس چیز کا نام ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ دو شخص جھگڑ رہے ہوتے ہیں۔ ان دونوں کا نقطۂ نگاہ ایک ہی ہوتا ہے۔ مگر الفاظ کی غلطی سے ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ اور محض لفظی نزاع سے لڑائی شروع ہو جاتی ہے۔ مولانا روم اپنی مثنوی میں ایک واقعہ لکھتے ہیں۔ کہ چار شخص اکٹھے جا رہے تھے۔ انہوں نے ملکر مزدوری کی۔ جس کے عوض میں اُنہیں کچھ پیسے ملے۔ اس پر انہوں نے مشورہ کیا۔ کہ ان پیسوں سے کیا چیز خرید کر کھائی جائے۔ ایک نے کہا۔ ہم تو منقہ خریدینگے دوسرے نے کہا نہیں ہم تو عنب لینگے۔ تیسرا بولا ہمیں تو انگور بہت پسند ہیں۔ اور چوتھا کہنے لگا۔ مَیں تو تاکھ کھاؤں گا۔ اسی اختلاف پر ان میں جھگڑا ہو گیا۔ پاس سے ایک شخص گذرا۔ اس نے جھگڑے کا سبب دریافت کیا۔ معلوم ہوا۔ کہ چیز ایک ہی ہے محض لفظی نزاع ہے۔ اور زبانوں کے اختلاف سے مختلف نام لے رہے ہیں۔ اس نے بازار جا کر انگور خریدے۔ اور ان کے آگے رکھ دیئے۔ سب نے ملکر کھائے۔ اور اس راہ گذر کی عقلمندی کی داد دی۔

مذہب کی تعریف

مذہب کی تعریف یہ ہے۔ خدا تعالےٰ سے ملنے کا وہ راستہ جو خود اُس نے الہام کے ذریعے دنیا کو بتایا ہو۔ مذہب کے معنے ہی عربی زبان میں راستہ کے ہیں۔ اور دین کے معنے ہیں طریقہ۔

سائنس کی تعریف

سائنس کی اصولی تعریف یہ ہے۔ وہ علوم جو منظم اصول کے ماتحت ظاہر ہوئے ہوں۔ اور ظاہری صداقتوں سے جن پر استدلال کیا گیا ہو۔ یا پھر اس سے مراد وہ مادی حقایق ہیں۔ جن کی بنیاد مشاہدہ اور تجربہ پر ہو۔ یعنی استدلال صحیحہ سے بعض حقایق معلوم کئے جائیں۔

مذہب اور سائنس کی اس تعریف کے ماتحت کیا تصادم ممکن ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اگر مذہب اور سائنس کی یہی تعریف ہے۔ جو ابھی بتائی گئی ہے۔ تو پھر ان دونوں میں تصادم نہیں۔ اور تصادم نہیں ہو سکتا۔ مذہب کی حقیقی تعریف یہی ہے۔ ورنہ مذہب سائنس کے تصادم سے بچ نہ سکیگا۔ مثلاً اگر مذہب کی یہ تعریف کی جائے۔ کہ انسان کے دماغ کی وہ ارتقائی حالت جس پر پہنچکر وہ علمی ارتقاء سے بعض ایسی باتیں معلوم کر لیتا ہے۔ جو دوسرے معلوم نہ کر سکتے تھے۔ یعنی دوسرے لفظوں میں یہ کہا جائے کہ مذہب قلبِ غیر عامل (سب کانشس مائینڈ) کی نشوونما (development) کا نتیجہ ہے۔ تو سائنس کا دائرہ بھی یہی ہوگا۔ یعنی وہ علوم جو غور و فکر کا نتیجہ ہوں۔ اور اس تعریف کے ماتحت مذہب اور سائنس کا دائرہ الگ الگ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر مذہب کے یہ معنے ہیں۔ کہ وہ خیالات جو جذبات کا نتیجہ ہوں۔ اور کسی اصول پر ان کی بنیاد نہ ہو۔ تو وہ واہمہ اور قوت متخیلہ کا نتیجہ ہیں۔ نہ کہ مذہب۔ ان کو تو زیادہ سے زیادہ لطائف کہہ سکتے ہیں۔ جن پر بحث کی ضرورت نہیں۔ پس مذہب اگر قلب کے اُن خیالات کا نام رکھا جائے جو سب کانشس مائینڈ کے ارتقاء کا نتیجہ ہوں۔ تو وہ سائنس ہی ہے۔ اور مذہب سے جُدا نہیں۔ ہاں اگر کوئی ایسی بات ہو جس کی بنیاد علم پر نہ ہو۔ محض دل کے خیالات ہوں۔ تو وہ واہمہ ہے۔ اور بغیر حقیقی چیز ہے۔ نہ کہ مذہب۔

مذہب اور سائنس میں فرق

مذہب اُن صداقتوں کا نام ہے۔ جو لقائے الٰہی سے متعلق ہیں۔ اور ان کا علم کائنات عالم کے صانع سے الہام کے ذریعہ دیا ہے۔ اور سائنس اُن نتائج کا نام ہے جو کائنات عالم پر انسان خود غور کر کے۔ اور تدبر کرنے کے بعد اخذ کرتا ہے۔

مذہب کے بعض حقایق عقل سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ مگر سائنس میں محض غور و فکر سے نتائج نکلتے ہیں۔

اب اِس تعریف کے ماتحت مذہب اور سائنس میں مقابلہ ہی کوئی نہیں۔ کیونکہ مذہب خدا کا کلام ہے۔ اور سائنس خدا کا فعل۔ اور کسی عقلمند کے قول اور فعل میں اختلاف نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر کوئی جھوٹا ہو یا پاگل ہو۔ تو اختلاف ہوگا۔ خدا کے متعلق دونوں باتیں ممکن نہیں۔ کیونکہ خدا ناقص العقل یا ناقص الاخلاق نہیں۔ پس خدا کے قول اور فعل میں فرق نہیں اسی لئے مذہب اور سائنس میں بھی تصادم نہیں۔

اِس جگہ سوال ہوسکتا ہے۔ کیا واقعی خدا موجود ہے۔ جو کلام کرتا ہے۔ مگر اس وقت خدا کے وجود پر بحث نہیں۔ اِس لئے فرض کر لو۔ کہ خدا ہے۔ اور اس کی طرف سے تعلیم بھی آئی ہوئی ہے۔ پس اگر واقع میں مذہب کوئی چیز ہے۔ تو اس کا سائنس سے تصادم بھی نہیں۔ ورنہ مذہب کا ہی انکار کرنا ہوگا۔ جب تک مذہب کا نام دنیا میں موجود ہے۔ ماننا پڑے گا۔ کہ خدا بھی ہے۔

تصادم کی وجہ

اگر مذہب اور سائنس میں تصادم ممکن نہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ان میں مقابلہ چلا آیا ہے۔ آخر ان میں جو جھگڑا ہے۔ اس کی کوئی وجہ ہونی چاہیئے۔ کیا سائنس دانوں پر یونہی ظلم کئے گئے۔ ان کو بلاوجہ قتل کیا گیا۔ اور جلایا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ تصادم حقیقی نہیں۔ سچا مذہب سائنس سے ہرگز نہیں ٹکراتا۔ اور سچی سائنس مذہب کے خلاف نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ مذہب خدا کا قول ہے۔ اور سائنس خدا کا فعل۔ پس خدا کے قول اور فعل میں حقیقی تصادم نہیں ہوسکتا۔ اگر تصادم ہو۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ یا تو مذہب کی ترجمانی غلط ہوئی ہے۔ (کیونکہ مذہبی احکام دینے والا تو نہ جھوٹا ہے اور نہ پاگل) یعنی لوگوں نے مذہب کو غلط سمجھا۔ یا پھر خدا کے فعل (سائنس) کے سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ ورنہ مذہب اور سائنس دونوں منزہ عن الخطاء ہستی کی طرف سے ہیں جس کے قول اور فعل میں تضاد ممکن نہیں۔ پس معلوم ہؤا۔ کہ ہماری غلط interpretation (ترجمانی) کی وجہ سے تصادم ہؤا ہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ ظرف کے ساتھ ملکر چیز نئی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ مثلاً پانی ہے۔ اسے اگر گول برتن میں ڈال جائے۔ تو گول شکل اختیار کریگا۔ اور اگر چپٹے برتن میں ڈالو۔ تو چپٹا نظر آئے گا۔ یہی تقریر جو اس وقت میں کر رہا ہوں۔ اسے ہر شخص الگ الگ طرز پر بیان کریگا۔ اور اس طرح میرے بیان میں اختلاف نظر آئیگا۔ مگر یہ ہماری اپنی سمجھ کا فرق ہوگا۔ گویا؟ interpretation الگ الگ ہوں گے

پس مذہب اور سائنس میں تصادم ہو۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ یا تو خدا تعالےٰ کے قول کے سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔ یا پھر خدا تعالےٰ کے فعل کے سمجھنے میں ٹھوکر لگی ہے۔ مثلاً پانی کے متعلق پہلے سائنس دانوں کا خیال تھا۔ کہ یہ مفرد چیز ہے۔ مگر اب ثابت ہؤا ہے۔ کہ یہ مرکب ہے۔ اس وجہ سے کیا پہلوں کو پاگل کہہ دوگے۔ فرض کرو۔ قرآن کہتا۔ پانی مرکب ہے۔ تو کیا سائنس دان اس وقت نہ کہتے۔ کہ سائنس سے ٹکرا رہا ہے۔ حالانکہ اس وقت سائنس کی ترجمانی میں وہ خود غلطی کھا رہے تھے۔

اسی طرح دنیا کی عمر قرآن سے ۷ ہزار سال ثابت نہیں۔ محض لوگوں نے ایسا سمجھ رکھا ہے۔ اب یہ بات سائنس کے خلاف ہے۔ مگر یہاں پر مذہب کے (interpretation) میں غلطی کی گئی ہے۔ نہ یہ کہ قرآن حقیقی سائنس کے خلاف کہہ رہا ہے۔ حضرت محی الدین صاحب ابن عربی نے کتاب فتوحات مکیہ میں لکھا ہے۔ کہ مجھے الہام کے ذریعے بتایا گیا تھا۔ کہ اہرام مصر لاکھ سال کے بنے ہوئے ہیں۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ ہمارا دماغ بعض دفعہ خدا تعالےٰ کے فعل اور کبھی خدا تعالےٰ کے قول کے سمجھنے میں غلطی کر جاتا ہے۔ جس سے سائنس اور مذہب میں اختلاف نظر آتا ہے۔ ورنہ اگر واقعہ میں مذہب خدا کی طرف سے ہے۔ اور سائنس اس کا فعل ہے۔ تو پھر ٹکراؤ نہیں ہوگا۔ سائنس تو مذہب کی مؤید ہونی چاہیئے نہ کہ خلاف۔ کیونکہ فعل ہمیشہ قول کا مؤید ہوا کرتا ہے نہ کہ مخالف۔ پس سائنس کی کوئی تحقیق مذہب کے خلاف نہیں ہوگی۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ خدا کے کلام کی آپ کے عمل سے تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صحابہ نے دریافت کیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ کان خلقہ القرآن۔ آپؐ کے اخلاق وہی تھے۔ جو قرآن نے بیان کئے ہیں۔ پس سچائی میں قول اور فعل ٹکراتے نہیں۔ اگر مذہب خدا کی طرف سے ہے۔ تو سائنس ضرور اس کی مؤید ہوگی۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کے کلام پر غور کرنے سے سائنس کی تائید ہوگی نہ کہ مخالفت۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ولا مبدّل؟ لکلمات اللہ (انعام ۴) یعنے خدا کے کلام میں جھوٹ نہیں ہوسکتا۔ اس میں جتنا غور کروگے۔ سچائی ہی سچائی نکلیگی۔ پھر فرماتا ہے۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ یعنی خدا کے عمل میں بھی غلطی نہیں ہے۔ گویا خدا کے کلام (مذہب) اور اس کے فعل (سائنس) پر جتنا بھی غور کروگے۔ کبھی اس کی بات کو اس کے عمل کے خلاف نہ پاؤگے۔

قرآن اور سائنس

پس قرآن تو سائنس کی طرف بار بار توجہ دلاتا ہے۔ چہ جائیکہ اس سے نفرت دلائے۔ قرآن نے یہ نہیں کہا۔ کہ سائنس پڑھنا۔ کافر ہو جاؤ گے۔ کیونکہ اسے اس بات کا ڈر نہیں ہے۔ کہ لوگ علم سیکھ جائیں گے۔ تو میرا جادو ٹوٹ جائے گا۔ قرآن نے لوگوں کو سائنس کی تعلیم سے روکا نہیں۔ بلکہ فرماتا ہے۔

قل انظروا ماذا فی السمٰوٰت والارض

غور کرو۔ زمین اور آسمان کی پیدائش میں۔ آسمان سے مُراد سماوی (علوی) علوم اور زمین سے ارضی یعنی جیالوجی۔ بائیالوجی۔ آرکیالوجی طبعیات وغیرہ علوم مراد ہیں۔ اگر خدا کے نزدیک ان علوم کے پڑھنے کا نتیجہ مذہب سے نفرت ہوتا۔ تو قرآن کہتا۔ ان علوم کو کبھی نہ پڑھنا۔ مگر اس کے برخلاف وہ تو کہتا ہے۔ ضرور غور کرو۔ ان علوم کو پڑھو۔ اور اچھی طرح چھان بین کرو۔ کیونکہ اسے معلوم ہے۔ علوم میں جتنی ترقی ہوگی۔ اس کی تصدیق ہوگی۔

قرآن کریم کی یہ آیت بھی سائنس کی طرف توجہ دلاتی ہے۔

اِنّ فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف الّیل والنّھار لاٰیٰت لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلےٰ جنوبھم۔ ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض۔ ربنا ما خلقت ھٰذا باطلا۔ سبحانک فقنا عذاب النار۔ (آل عمران - ۲۰)

فرمایا۔ زمین و آسمان کی پیدائش میں اور دن و رات کے اختلاف میں عقلمندوں کے لئے نشان ہیں۔ زمین اور آسمان کی پیدائش میں غور کرنے سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ کوئی چیز فضول اور بے فائدہ پیدا نہیں کی گئی۔

اب دیکھو۔ اس آیت میں سائنس کے متعلق کیسی وسیع تعلیم دی گئی ہے۔ اشیاء کے فوائد اور پھر یہ نتیجہ کہ کوئی چیز بے فائدہ پیدا نہیں کی گئی یہ بغیر تحقیق کے کیسے معلوم ہوسکتا تھا۔ پس قرآن نے خواص الاشیاء کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ سنہری اصل بھی سکھا دیا ہے۔ کہ کسی چیز کو بے فائدہ نہ سمجھو۔ ہم نے کوئی چیز فضول پیدا نہیں کی۔ گویا لمبی تحقیق جاری رکھنے اور عاجل نتائج سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ پہلے سائنس دان بعض اعضاء جسم انسانی کے متعلق خیال کرتے ہیں۔ کہ یہ نیچر نے بے فائدہ بنائے ہیں۔ اور یہ محض ارتقاء حیوانی کے مختلف دوروں کی یادگار ہیں۔ جن کی اب ضرورت نہیں۔ اِس لئے ان کا کٹوا دینا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ وہ کئی دفعہ بیماری کا موجب ہو جاتے ہیں۔ مگر علوم مروجہ کی ترقی اور ان کا بڑھتا ہؤا تجربہ اور مشاہدہ اس بات کو رد کر رہا ہے۔ اور ان کو قرآن کے اس سنہری اصل کی

ہندوستان کی خبریں

——— لاہور۔ ۲۹ر جولائی۔ آج ایک ریلوے پولیس کانسٹبل مسمی بابو رام نے خودکشی کر لی۔ ایک دوسرے کانسٹبل نے تھانہ میں رپورٹ کی۔ کہ بابو رام نے اس کی گھڑی چرائی ہے۔ یہ خبر بابو رام کو ہیڈ کانسٹبل نے دی۔ اور بتایا۔ کہ تمہاری تلاشی لی جائیگی۔ اس خبر کے بعد اس نے تھوڑی دیر میں اپنی بندوق سے اپنا کام تمام کر لیا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ تلاشی پر متوفی کے بستر سے مسروقہ گھڑی برآمد ہو گئی ہے۔

——— موضع ترانڈی جو ہنر شاہدرہ پر واقع ہے۔ چالیس سال قبل دریائے راوی کی طغیانی سے غرق ہو گیا تھا۔ اس وقت یہ موضع راوی سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ چند روز قبل رات کے وقت طغیانی کا پانی گاؤں میں داخل ہو گیا۔ اور گاؤں کے لوگوں کو مال اسباب اور بال بچے سنبھالنے مشکل ہو گئے۔ چارپائیاں اوپر نیچے رکھکر بچوں کو بٹھایا گیا۔ لوگوں نے چیخ پکار شروع کر دی۔ صبح ہونے پر نواح کے دیہات کے لوگوں نے کشتیوں کی مدد سے ان کو باہر نکالا۔

——— لاہور۔ ۲۹ر جولائی۔ آج پھر سپیشل ٹریبیونل میں مقدمہ سازش لاہور کی سماعت ہوئی۔ آگرہ کے ایک درجن سے زیادہ گواہان استغاثہ کی شہادتیں ہوئیں۔ ملزم حسب معمول غیر حاضر تھے۔ دیس راج پریم دت اور کندن لال۔ ملزموں کے سوا باقی تمام ملزموں نے کل سے بھوک ہڑتال کر رکھی ہے۔

——— بمبئی۔ ۲۸ر جولائی۔ مسٹر پرشوتم داس بیرسٹر کو قانون نمک کی خلاف ورزی کے جرم میں ۶ ماہ قید بامشقت کی سزا ہوئی تھی۔ چونکہ ان کی والدہ سخت بیمار ہیں۔ اس لئے حکومت نے انہیں ایک ماہ کی رخصت دیدی ہے۔ جس کے بعد وہ پھر جیل میں آ جائیں گے۔

——— کھلنا۔ ۲۸ر جولائی۔ حکومت کی متشددانہ حکمت عملی کے خلاف بطور احتجاج مغربی خاندیس کے تین سپاہیوں نے استعفے دیدیئے ہیں۔

——— کراچی۔ ۲۹ر جولائی۔ ننگر پور جیل خالی کر دیا گیا ہے۔ چھ سو قیدی حیدر آباد جیل میں پہونچا دیئے گئے۔ بعض مقامات پر پندرہ پندرہ فٹ گہرا پانی ہے۔ پانچ ہزار مزدور دن رات نہر کے بندوں کی مرمت کر رہے ہیں۔ آج دوپہر کو بلدیہ شکار پور کے وائس پریزیڈنٹ کا تار آیا ہے۔ کہ حالت سخت خطرناک ہے۔

——— امرتسر۔ ۲۹ر جولائی۔ مسٹر ای۔ آر۔ اینڈرسن سشن جج امرتسر نے خالصہ کالج کے مقدمہ بم کا فیصلہ سنا دیا۔ نرنجن سنگھ جو فورتھ ایر کا طالب علم ہے۔ بری کر دیا گیا ہے۔ اور اجاگر سنگھ کو جو سیکنڈ ایر کا طالب علم تھا۔ زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند موت کی سزا کا حکم ہوا ہے۔

——— شملہ۔ ۲۸ر جولائی۔ ٹریبیون کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے۔ کہ اس وقت حکومت کے سامنے ایک نہایت اہم مسئلہ گول میز کانفرنس کی وضع و تشکیل ہے۔ اور مشکل ترین امر یہ ہے۔ کہ مسلمانوں میں کونسے نمائندے منتخب کئے جائیں۔ حکومت نے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ کہ مسلم نمائندوں کا انتخاب کس طرح کیا جائے۔ سیاسی حلقوں میں محسوس کیا جا رہا ہے۔ کہ اس انتخاب پر گول میز کانفرنس کی کامیابی یا ناکامی بہت بڑی حد تک منحصر ہو گی۔

——— الہ آباد۔ ۲۸ر جولائی۔ آج سر سپرو اور مسٹر جیکر سے پنڈت موتی لال اور جواہر لال نہرو کی گفت و شنید کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد سر تیج بہادر سپرو اور مسٹر جیکر نے حسب ذیل بیان شایع کیا ہے۔ ہم نے پنڈت موتی لال نہرو اور پنڈت جواہر لال نہرو سے نینی تال جیل میں ملاقات کی۔ چار گھنٹہ تک ان سے گفتگو ہوتی رہی۔ ہم نے تمام واقعات جو ہمیں معلوم تھے۔ ان کے سامنے رکھدیئے۔ اور ملک کی موجودہ صورت حالات پر تفصیل کے ساتھ تبادلہ خیالات کیا۔ انہوں نے ہمیں ایک یادداشت اور گاندھی جی کے نام ایک چٹھی دی ہے۔ مسٹر جیکر انہیں لیکر گاندھی جی کے پاس بمبئی کے راستے پونا جا رہے ہیں۔ اور کہا۔ کہ اس مسئلہ پر ہم کسی اور قسم کا بیان نہیں دے سکتے۔

——— امرتسر۔ ۲۹ر جولائی۔ دو ہندو نوجوان کل ریلوے سٹیشن یارڈ میں گرفتار ہوئے۔ ان کے قبضہ سے دو ریوالور برآمد ہوئے۔ جن میں سے ایک پانچ نالی کا بھرا ہوا تھا۔ اور فالتو کارتوس بھی تھے۔

——— سول اینڈ ملٹری گزٹ کو معلوم ہوا ہے۔ کہ کانگریس کمیٹی نے لاہور میں سگریٹ کی دوکانوں پر پکٹنگ لگانے کا فیصلہ کر دیا ہے۔ ایک دو دن میں اس تجویز پر عمل درآمد شروع ہو جائے گا۔

——— بمبئی۔ ۲۷ر جولائی۔ ایک ستیہ گرہی خاتون کو ۶ ماہ قید سخت کی سزا دی گئی تھی۔ ان کی عمر ۶۰ سال ہے۔ اس لئے گورنر نے قید سخت کو قید محض میں تبدیل کر دیا تھا۔ اب اس خاتون کو پندرہ دن کی رخصت دی گئی ہے۔ تاکہ وہ گھر جا کر آرام کر آئیں۔ کیونکہ وہ بیمار تھیں۔

——— پٹنہ۔ ۲۹ر جولائی۔ آج سب ڈویژنل افسر کی عدالت میں مسز حسن امام، مسز سی۔ سی۔ داس، مسز سمیع بنت حسن امام مسز گوری اور مسز اجیکا چرن کا مقدمہ زیر دفعات ۳۰ پولیس ایکٹ و ۱۴۳ تعزیرات ہند پیش ہوا۔ سر علی امام اور مسٹر حسن امام بھی موجود تھے۔ استغاثہ کا بیان ہے۔ کہ ۱۹ر جولائی کو ان پانچ خواتین نے لائسنس کے بغیر جلوس نکالا۔ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کے نافذ کردہ حکم کی خلاف ورزی کر کے مجمع خلاف قانون کی صورت اختیار کی۔ خواتین نے کارروائی میں حصہ لینے سے انکار کر دیا۔ مجسٹریٹ نے خواتین کو مجرم قرار دے کر مسز حسن امام کو دو سو اور باقی عورتوں کو ایک ایک سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ عدم ادائے جرمانہ کے عوض مجسٹریٹ نے اس وجہ سے سزائے قید کا حکم نہیں دیا۔ کہ اس کے خیال میں جرمانہ کا وصول ہونا مشکل نہ تھا۔

——— امرتسر۔ ۲۹ر جولائی۔ پنجاب سی۔ آئی۔ ڈی۔ پولیس لاہور نے لوکل پولیس کے ذریعہ گذشتہ رات دو بنگالی نوجوان مسٹر سوشیل کمار سین گپتا سٹوڈنٹس پنڈت بیجا ناتھ ہائی سکول دسٹر بوس امیدوار سیونسپل پاور ہاؤس امرتسر اور مسٹر آریہ منی گپتا جنرل آفیسر کمانڈنگ پنجاب پراونشل سٹوڈنٹس یونین امرتسر سٹوڈنٹس والنٹیرز کور کے مکانات پر چھاپے مارے اور تلاشیاں لیں۔ ہر سہ تلاشیاں رات کے بارہ بجے سے آج دن کے بارہ بجے تک ہوتی رہیں۔

——— بالاسور۔ ۲۹ر جولائی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ بالاسور تھانہ کے ۲۷ مواضعات نے چوکیدارہ ٹیکس کی ادائگی بند کر دی ہے۔ سب ڈپٹی مجسٹریٹ اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے بہت سی پولیس لے کر ایک مرکزی مقام پر ڈیرے ڈال دیئے ہیں۔ تاکہ اس مہم کے لیڈروں کی سرگرمیوں پر نگرانی کر سکیں۔ اب تک ۴۰ گرفتاریاں عمل میں لائی جا چکی ہیں۔

——— کلکتہ۔ ۲۷ر جولائی۔ آسام اور بنگال میں آج بھی کبھی کبھی خفیف زلزلے محسوس ہوتے ہیں۔ ڈوبیری کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہاں روزانہ تین کی اوسط سے زلزلے دیکھنے میں آ رہے ہیں۔ ۳ر جولائی سے اب تک ۷۰۳ زلزلے آ چکے ہیں۔ سراج گنج میں دو یا تین روزانہ کی اوسط سے زلزلے آتے ہیں۔ لیکن کسی حصہ شہر میں ان سے نقصان نہیں ہوتا۔

——— کلکتہ۔ ۲۸ر جولائی۔ کرنسی کے کنٹرولر نے ایک بیان میں دکھایا ہے۔ کہ حکومت ہند کے جدید قرضہ کے سلسلہ میں ۲۸ر جولائی تک ۱۱ کروڑ کا چندہ ہو چکا ہے۔

——— دہلی۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب فاروقی نے چند ناگفتہ بہ وجوہ کی بنا پر جمعیۃ العلماء دہلی سے استعفاء دیدیا ہے۔

——— کپور تھلہ۔ حال ہی میں کپور تھلہ کی مجلس واضع قوانین میں تعدد ازدواج اور بے جوڑ شادیوں کے متعلق ذیل کے دو مسودے پیش ہونے والے ہیں۔ ایک کا مفہوم یہ ہے۔ کہ خاص حالات کے علاوہ کسی شخص کو ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت نہ ہو۔ دوسرے مسودہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ چالیس سال یا اس سے زیادہ عمر کا مرد ۲۵ سال سے کم عمر کی عورت سے شادی کرنے کا مجاز نہ ہو۔

——— کلکتہ۔ ۲۸؍ جولائی۔ علی پور کے سنٹرل جیل میں سیاسی قیدیوں کی بھوک ہڑتال جاری ہے۔ بعض قیدیوں کی حالت خراب ہو رہی ہے۔ اور انہیں ہسپتال کی چارپائیوں پر لٹا کر ہسپتال بھجوایا گیا ہے۔ مسٹر سبھاس چندر بوس کی نبض سست پڑ گئی ہے۔ آج اور بہت سے قیدیوں نے بھی کھانا ترک کر دیا۔

——— گورنمنٹ صوبہ بہار و اڑیسہ نے ضلع پٹنہ و ضلع گیا و ضلع شاہ آباد کی کچہریوں میں اردو رسم الخط کی اجازت دیدی ہے۔ اور مظفر پور کمشنری و بھاگلپور کمشنری کا مسئلہ زیر غور ہے۔ پٹنہ کمشنری کی کچہریوں میں اردو رسم الخط کی کارروائیاں شروع ہو گئی ہیں۔ اگر ان اضلاع میں کچھ کامیابی ہو گئی۔ تو عنقریب صوبہ بہار کے اور اضلاع میں بھی اردو رسم الخط کی اجازت ہو جائے گی۔

——— راولپنڈی۔ ۲۸؍ جولائی۔ آج صبح کی گاڑی سے ڈاکٹر کچلو۔ ماسٹر تارا سنگھ اور سردار کابل سنگھ کو گجرات جیل سے راولپنڈی جیل میں لایا گیا۔ تینوں اصحاب نے بھوک ہڑتال کر رکھی ہے۔

——— لاہور۔ ۲۸؍ جولائی۔ معاصر ٹریبیون نے اپنے خاص پرچہ میں ایک نوٹس کا فوٹو شایع کیا ہے۔ جو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جالندھر نے زیر دفعہ ۱۰۸ ضابطہ فوجداری جاری کیا ہے۔ یہ نوٹس یوں تو ہر لحاظ سے مکمل اور خانہ پوری بھی ٹھیک ہے۔ مگر اس میں ملزم کے نام کی جگہ پر کسی شخص کا نام درج نہیں۔

——— اٹک۔ ۲۹؍ جولائی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ پولیٹیکل قیدیوں کی جگہ بنانے کے لئے اٹک قلعہ جیل سے ۴۵ صد اخلاقی قیدی قبل از وقت رہا کر دیئے گئے ہیں۔

——— کراچی۔ ۳۰؍ جولائی۔ شکارپور سے جو چشم دید حالات موصول ہوئے ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے۔ کہ اس وقت ایک سو دیہات اور ایک لاکھ ایکڑ اراضی غرق ہو گئی ہے۔ فصلوں، مویشیوں۔ اور مکانات وغیرہ کے نقصان کا اندازہ ایک کروڑ روپے سے زیادہ ہے۔ حالت سخت خطرناک ہے۔ تیس ہزار پناہ گزین مکانات خالی کر گئے ہیں۔ ہزاروں بے خانماں ہیں۔ ڈکیتی کی وارداتیں ترقی پر ہیں۔ لوگوں کی مصیبت احاطۂ وہم و گمان سے باہر ہے۔ خان پور کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ تین سو ڈاکوؤں نے دولت مند سوداگروں کے مکانات لوٹ لئے۔ اور ساٹھ لاکھ روپے کا مال نکال کر لے گئے۔

——— شملہ۔ ۲۹؍ جولائی۔ مہاراجہ دربھنگہ کی قیادت میں آل انڈیا زمینداروں کی ایسوسی ایشن کا ایک وفد گذشتہ سہ شنبہ کو وائسرائے کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جس نے اپنے سپاسنامہ میں سول نافرمانی کی تحریک کی مذمت کرتے ہوئے ہمدردانہ مفاہمت اور مصالحت کرنے پر زور دیا۔ اور زمینداروں کی جداگانہ نیابت کو اڑا دینے کی سائمن سفارشات پر نکتہ چینی کرتے ہوئے مطالبہ کیا۔ کہ انہیں بھی گول میز کانفرنس میں حقوق نیابت عطا کئے جائیں۔ نیز زمینداروں کی زراعتی آمدنی پر انکم ٹیکس کی تجویز کی ممانعت کر دی جائے۔ وائسرائے نے جواب میں اہل وفد سے اظہار ہمدردی کیا۔ اور کہا۔ کہ سائمن رپورٹ زیر غور ہے۔ اس لئے میں اس کے متعلق ابھی کسی خیال کا اظہار نہیں کر سکتا۔ آپ نے کہا۔ کہ میں گول میز کانفرنس میں زمینداروں کی کافی نیابت کے لئے سفارش کرونگا۔ جداگانہ نیابت اور انکم ٹیکس کے مسائل پر بھی کافی توجہ مبذول کی جائے گی۔

——— گول میز کانفرنس میں حسب ذیل مسلمان اصحاب کے شریک کئے جانے کی امید کی جاتی ہے۔ ہز ہائی نس سر آغا خان، مسٹر محمد علی جناح۔ مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی، مسٹر شاہ نواز بھٹو (سندھ) مسٹر اے۔ ایچ، غزنوی۔ مسٹر فضل الحق بنگال سر ابراہیم محمد عبداللہ، چودھری ظفر اللہ خان۔ ڈاکٹر شفاعت احمد خان۔ سر عبدالقیوم یا خان عبدالغفار، سیٹھ یعقوب حسن۔ مدراس، سر علی امام یا مولانا شفیع داؤدی، سر محمد شفیع۔

——— صلح کے ڈیلیگیٹوں نے وائسرائے سے سفارش کی ہے۔ کہ پنڈت موتی لال نہرو، پنڈت جواہر لال نہرو کو پونا لے جایا جائے۔ تاکہ وہ گاندھی جی سے مشورہ کر سکیں

——— لاہور۔ ۳۰؍ جولائی۔ ڈاکٹر محمد عالم کی بیگم صاحبہ نے اعلان شایع کیا ہے۔ کہ میرے خاوند ڈاکٹر عالم پنجاب کونسل میں مخالف پارٹی کے لیڈر تھے۔ ان کی خالی کردہ نشست کسی رجعت پسند کے ہاتھ میں نہیں جانے دونگی۔ اگر انتخاب میں کھڑے ہونے کی کانگریس سے اجازت مل گئی۔ تو میں خود کھڑی ہونگی۔

——— بمبئی۔ ۳۰؍ جولائی۔ کانگریس ورکنگ کمیٹی نے مندرجہ ذیل ریزولیوشن اتفاق رائے سے پاس کیا ہے "مرکزی اور صوبجاتی کونسلوں کے مکمل بائیکاٹ کے متعلق لاہور کانگریس کے پاس کردہ ریزولیوشن اور موجودہ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے ورکنگ کمیٹی تمام ہندوستانیوں پر زور

ممالک غیر کی خبریں

——— لندن۔ ۲۸؍ جولائی۔ مسٹر بین نے دار العوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا "افسوس ہے۔ کہ میں سر سپرو و جیکر کی گفت و شنید کے متعلق کوئی بیان نہیں دے سکتا"۔

——— قاہرہ۔ ۲۸؍ جولائی۔ وفد پارٹی کے ایک اعلان میں جس پر نحاس پاشا کے دستخط ہیں۔ لکھا ہے۔ کہ موجودہ حکومت نے دستور اساسی سے بغاوت کر دی ہے۔ اور پارلیمنٹ سے کنارہ کش ہو گئی ہے۔ موجودہ حکومت مطلق العنانی کی حکومت ہے۔ اور آج پارلیمنٹ نے اس حکومت پر کوئی اعتماد ظاہر نہیں کیا۔ اس لئے موجودہ حکومت کو قوم سے محاصل لینے کا کوئی حق نہیں۔ محاصل اس وقت ادا کئے جاتے ہیں۔ جب حکومت اپنے نظام پر اقتدار رکھتی ہو۔

——— نیویارک۔ ۲۸؍ جولائی۔ رایوڈی جینرو کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ جوچ پسوا ریاست پراہیبا کے صدر کو اس کے ایک سیاسی دشمن ڈائس مچیریا کے چیف میونسپل آفیسر نے قتل کر دیا۔ پسوا کے شوفر نے ریوالور سے قاتل کو زخمی کر دیا۔ اور وہ گرفتار ہو گیا۔

——— لندن۔ ۲۸؍ جولائی۔ ارل منٹو کے مکان واقع چارلس سٹریٹ میں چوری ہو گئی۔ چور ایک خاندانی تصویر اور بہت سے جواہرات لے کر بھاگ گئے۔ کل ۲۲۰۰ ہزار پونڈ کا مال چوری گیا ہے۔

——— پیکن ۲۸؍ جولائی۔ دس ہزار سرخ افواج نے جو باقاعدہ طور پر منظم ہیں۔ چانگشا پر حملہ کر دیا ہے۔ برطانی امریکن۔ اور جاپانی گن بوٹ غیر ملکیوں کو چانگشا سے لے جا رہے ہیں۔ سرخ افواج نے اب تک حکومت کی افواج کو دو دفعہ شکست دیدی ہے۔ ایک اور منظم سرخ فوج نے نانشنگ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور کوی کیانگ سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر پہونچ گئی ہے۔

——— لندن۔ ۲۸؍ جولائی۔ امریکن بار ایسوسی ایشن کی ایک دعوت کے جواب میں سر جان سائمن آئندہ ہفتہ امریکہ جا رہے ہیں۔ تاکہ وہاں جاکر قانونی اور علمی معاملات پر لیکچر دیں۔ اگرچہ سرکاری خیال یہ ہے۔ کہ آپ ہندوستان کے متعلق جتنا ممکن ہو۔ کم ذکر کرینگے۔ لیکن اس خبر سے یہاں وسیع دلچسپی پیدا ہو رہی ہے۔ کیونکہ امریکہ میں حکومت ہند کے خلاف لگاتار پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شایع کیا)

پنجاب میں جبری تعلیم کے متعلق اہم سوالات

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

پنجاب میں جبری تعلیم کی اشاعت کے متعلق جو تحقیقاتی مجلس قائم ہوئی ہے اس نے ڈپٹی کمشنروں۔ ڈسٹرکٹ انسپکٹروں منظور شدہ سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں اور انٹرمیڈیٹ کالجوں کے پرنسپلوں کے نام مندرجہ ذیل سوالات شائع کئے ہیں:

(۱) کیا آپ کے علاقہ میں جبری تعلیم رائج کی گئی ہے۔ اگر نہیں۔ تو کیوں؟

(۲) (الف) آپ کو دیہاتی اور شہری رقبوں میں جبری تعلیم کے نفاذ کے متعلق ذاتی طور پر کیا علم یا تجربہ ہے؟

(ب) ان خاص خاص رقبوں میں جن کے متعلق آپ محسوس کرتے ہیں۔ کہ آپ رائے دے سکتے ہیں۔ وہ کونسی وجوہات ہیں۔ جن کے باعث جبری تعلیم کامیاب یا ناکام ثابت ہوئی؟

(۳) کیا آپ کے خیال میں جبری تعلیم کا مسئلہ عوام اور مقامی جماعتوں کی رائے پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ جیسا کہ موجودہ صورت میں ہے یا حکومت کو جبری تعلیم نافذ کرنی چاہیئے؟

(۴) کیا آپ کی رائے میں جبری تعلیم رائج کرنے کے خلاف (الف) تعلیمی (ب) اقتصادی (ج) مجلسی یا (د) مذہبی نقطہ ہائے خیال سے کوئی اعتراض ہے؟

اگر اس سوال کا جواب اثبات میں ہو تو آپ ان اعتراضات کو دُور کرنے اور جبری تعلیم کو رائج کرنے کے متعلق مقامی آبادی کی منظوری اور شرکت حاصل کرنے کے لئے کیا طریق تجویز کرتے ہیں؟

(۵) آپ کمل طور پر عام جبری تعلیم کو رائج کرنے کے لئے کس طریق کی سفارش کرتے ہیں۔ مثلاً (الف) خاص خاص رقبوں میں نافذ کی جائے۔ یا (ب) موجودہ سکولوں میں رائج کی جائے؟

(۶) صوبہ بھر میں فوراً مکمل اور عام جبری تعلیم رائج کرنے کے راستہ میں مالی اور دیگر قسم کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے کتنے عرصہ میں اور کون سے مدارج سے گذار کر تمام صوبہ میں جبری تعلیم رائج کرنی چاہیئے۔ مثال کے طور پر کیا جبری تعلیم تمام ہائی اور مڈل سکولوں میں پہلے سال۔ تمام لوئر مڈل سکولوں میں دوسرے سال اور تمام پرائمری سکولوں میں تیسرے اور چوتھے سال رائج کرنی چاہیئے؟

(۷) کس عمر کے لڑکوں کے لئے اور سکول کی کن جماعتوں کے لئے جبری تعلیم رائج کی جائے؟

(۸) آپ کی رائے میں دیہاتی رقبوں میں سکول کے اوقات کس طریق پر مقرر کرنے چاہئیں۔ تاکہ تعلیم کے لئے کافی وقت مل جائے۔ اور اس امداد میں بھی کسی قسم کی غیر ضروری مداخلت نہ ہو جس کی قدرتی طور پر والدین اپنے بچوں سے توقع رکھتے ہیں؟

(۹) (الف) آپ کی رائے میں حاضری کا افسر کسے مقرر کرنا چاہیئے سکول ماسٹر کو؟ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کو؟ نمبردار کو؟ یا کسی خاص افسر کو؟ (ب) آپ ایسے کونسے تحفظات تجویز کرتے ہیں۔ جن سے اس قانون کے نفاذ میں سختی یا ناجائز استعمال کا انسداد ہو سکے؟

(ج) قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں فوری اور معقول سزا دینے کے لئے مقدمات کی سماعت کے لئے حاکم مجاز کون ہونا چاہیئے؟

(۱۰) سکولوں کی عمارات پر کثیر مصارف کو مدنظر رکھتے ہوئے جو عام جبری تعلیم کے نفاذ سے پیدا ہونگے۔ کیا آپ کی رائے میں سکول کی عمارت سادہ قسم کی ہونی چاہیئے۔ مثلاً ایک برآمدہ۔ کھلے شیڈ یا صرف درخت کا سایہ؟ اس مد میں خرچ کم کرنے کے متعلق آپ اور کیا تجویز کر سکتے ہیں؟

(۱۱) (الف) آپ کا جس مقامی جماعت یا جن مقامی جماعتوں سے تعلق ہے۔ وہ اس زائد خرچ کا کتنا حصہ برداشت کر سکتی ہیں۔ جو جبری تعلیم کو نافذ کرنے کے لئے درکار ہے؟

(ب) اگر آپ کا خیال ہے۔ کہ حکومت کو تمام زائد اخراجات برداشت کرنے چاہئیں۔ تو کیا آپ کی رائے میں متعلقہ مقامی جماعت یا جماعتوں کو مجبور کر دینا چاہیئے۔ کہ وہ ان اختیارات کو جو انہیں معلمین کے متعلق حاصل ہیں۔ انسپکٹروں کے حوالے کر دیں؟

(۱۲) کیا آپ کوئی اور ایسی تجاویز پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جن کا ذکر ان سوالات میں نہیں کیا گیا؟

تصحیح:۔ ۲۳ر مئی کے الفضل میں مولوی مطیع الرحمٰن صاحب مبلغ امریکہ کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ اس میں ایک فقرہ یہ چھپا تھا۔ مسجد چھوڑنے کے بعد میں ایک نومسلم کے گھر ہفتہ کے قریب رہا۔ انکے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے۔ ہفتہ نہیں۔ بلکہ سال کے قریب رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ چک نمبر ۳۵ کے کارکن

جماعت احمدیہ چک نمبر ۳ جنوبی ڈاک خانہ چک نمبر ۳۵ علاقہ سرگودھا کے حسب ذیل کارکن مقرر ہوئے۔

(۱) پریذیڈنٹ و سکرٹری مال مولا بخش نمبردار (۲) سکرٹری تبلیغ مولوی محمد عبداللطیف صاحب (۳) خزانچی شیخ محمد اسمٰعیل خانصاحب (۴) سکرٹری وصایا چوہدری ہدایت اللہ خان صاحب (۵) سکرٹری تعلیم و تربیت مولوی نظام الدین صاحب (۶) نائب سکرٹری تبلیغ ملک محمد حسین خان صاحب۔ (خاکسار۔ مولا بخش)

انجمن احمدیہ خیبر ایجنسی کے کارکن

انجمن احمدیہ خیبر ایجنسی کے حسب ذیل کارکن منتخب ہوئے ہیں۔

(۱) جنرل سکرٹری۔ مرزا یوسف علی۔ آ خیبر زمنتی۔ برگیڈ بازار۔ لنڈی کوتل۔

(۲) سکرٹری دعوۃ و تبلیغ۔ ڈاکٹر محمد رمضان صاحب۔ آئی۔ ایم۔ ڈی۔ شاہ گئی۔ خیبر ایجنسی۔

(۳) سکرٹری تعلیم و تربیۃ و فنانشل سکرٹری و لائبریرین۔ مولوی میح الدین احمد صاحب سکول ماسٹر لنڈی کوتل۔

(مرزا یوسف علی بقلم خود جنرل سکرٹری)

نارتھ ویسٹرن ریلوے

والٹن ٹریننگ سکول میں داخلہ کے لئے درخواستیں

والٹن ٹریننگ سکول نارتھ ویسٹرن ریلوے چھاؤنی لاہور میں طلبا کے داخلہ کیلئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ مندرجہ ذیل شعبوں کی تعلیم دیجائیگی۔

(۱) اسٹیشن ماسٹر گروپ (۲) کمرشل گروپ۔ اگڈز۔ بکنگ۔ پارسل اور لگیج کلرک۔ کورس ۱۵ر ستمبر ۳۰ء کو شروع ہوگا۔

سٹیشن ماسٹر گروپ کے لئے ۱۵۰۔ اور کمرشل گروپ کے لئے ۵۳ اسامیاں خالی ہیں۔

درخواست کرنے والے کم از کم دوسرے ڈویژن میں انٹرنس پاس ہوں۔ یا اس کے مساوی قابلیت رکھتے ہوں ۔

امیدواروں کی عمریں سکول میں داخلہ کے دن ۱۸ سال سے کم اور اکیس سال سے زیادہ نہ ہوں ۔

امیدوار اپنی درخواستیں اپنے ہاتھ سے مطبوعہ فارموں پر لکھیں جن پر والٹن ٹریننگ سکول کے قواعد و ضوابط بھی درج ہیں۔ درخواستوں کے فارم ایکرو پیہ ادا کرنے پر ہر ایک ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ ماسوائے دہلی و لاہور کے صدر دفتروں سے یا ایسے سٹیشن ماسٹروں سے جن کے نام ذیل کی جدول کالم ۲ میں درج ہیں۔ مل سکتے ہیں۔ اگر درخواست کے فارم ڈاک کے ذریعے سے منگوانے مطلوب ہوں۔ تو امیدواروں کو چاہئے۔ کہ فارم کی قیمت یعنی ایکروپیہ کے علاوہ رجسٹری کے اخراجات کے لئے بھی کافی رقم ارسال کریں۔ اور اگر عام ڈاک کے ذریعہ فارم منگانا ہو۔ تو پوسٹیج (ٹکٹ ڈاک) کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ درخواست کے ساتھ بھیجنا چاہئے ۔

امیدواروں کو لازم ہے۔ کہ فارم کی خانہ پری کر کے ۱۵ر اگست ۳۰ء کو ان مقامات اور اوقات میں اصالتاً حاضر ہو کر پیش کریں۔ جو کالم ۳ میں درج ہیں۔

امیدواروں کو متنبہ کیا جاتا ہے۔ کہ والٹن ٹریننگ سکول میں داخلہ کے انتخاب کی آخری منظوری سنٹرل سیلیکشن بورڈ لاہور (مرکزی بورڈ انتخاب) کے ہاتھ میں ہے ۔

تعلیم کے دوران میں رسوم شادی کے لئے طلباء کو رخصتیں نہیں دی جائینگی۔

امیدواروں کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر کسی نے درخواستوں میں کوئی ایسا بیان درج کیا۔ جو بعد میں غلط ثابت ہوا۔ تو اسے سکول سے خارج کر دیا جائیگا۔ اور اگر کسی امیدوار نے کسی بارسوخ شخص کی سفارش بہم پہونچانے کی کوشش کی۔ تو اس کی درخواست داخلہ نامنظور کر دی جائے گی ۔

ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز	وہ سٹیشن جہاں سے فارم خریدے جا سکتے ہیں	درخواستیں داخل کرنے کا وقت اور مقام
۱۔ دہلی	دہلی۔ نیو دہلی۔ پٹیالہ۔ رہتک۔ انبالہ۔ غازی آباد۔ شملہ۔ بھٹنڈا۔ کرنال۔ سہارنپور۔ راجپورہ۔ لدھیانہ۔ مظفر گڑھ۔ میرٹھ شہر	بوقت دس بجے صبح سب ڈویژنل افسر نارتھ ویسٹرن ریلوے دہلی کے دفتر میں ۔
۲۔ فیروزپور	فیروز پور چھاؤنی	بوقت ۱۰ بجے صبح ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ فیروز پور چھاؤنی کے دفتر میں۔
۳۔ لاہور	لاہور۔ امرتسر۔ گوجرانوالہ۔ قصور۔ جالندھر شہر۔ وزیر آباد۔ سیالکوٹ	بوقت دس بجے صبح ڈویژنل پرسنل افسر لاہور کے دفتر میں۔
۴۔ راولپنڈی	راولپنڈی۔ نوشہرہ۔ جہلم۔ ملکوال۔ کیمل پور۔ کندیاں۔ پشاور چھاؤنی۔ لالہ موسیٰ۔ کالاباغ گھاٹ۔ کوہاٹ چھاؤنی۔	بوقت دس بجے صبح ٹریفک انسٹی ٹیوٹ راولپنڈی میں ۔
۵۔ ملتان	سانگلاہل۔ قلعہ شیخوپورہ۔ ننکانہ صاحب۔ جڑانوالہ۔ تاندلیانوالہ۔ شورکوٹ روڈ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ گوجرہ۔ چک جھمرہ۔ چوہڑکانہ۔ لودھراں۔ ملتان چھاؤنی۔ ملتان شہر۔ شیر شاہ۔ سمہ سٹہ۔ بھکر۔ بہاولپور ویسٹ۔ ڈیرہ نواب۔ لیہ۔ محمود کوٹ۔ حافظ آباد۔ منٹگمری۔ چیچہ وطنی روڈ۔ اکالگڑھ۔ خانیوال۔ لائلپور۔ میاں چنوں ۔	بوقت دس بجے صبح ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ ملتان کے دفتر میں ۔
۶۔ کوئٹہ	ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ کوئٹہ	بوقت ۱۱ بجے صبح ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ کوئٹہ کے دفتر میں۔
۷۔ کراچی	کراچی شہر۔ کراچی چھاؤنی۔ کوٹری۔ حیدرآباد۔ نواب شاہ۔ پڈعیدن۔ روہڑی۔ سکھر۔ خانپور۔ دادو۔ لاڑکانہ۔ شکارپور۔ جیکب آباد۔ گیا ماڑی ۔	بوقت بارہ بجے دوپہر ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ کراچی کے دفتر میں ۔

ہیڈ کوارٹرز آفس نارتھ ویسٹرن ریلوے۔ لاہور۔ — ۱۸ر جولائی ۳۰ء — ایجنٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۵ ۔ اگست سنہ ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

اشاعتِ اسلام سے مسلمانوں کی بے التفاتی

مسلمان اور کانگریس کی موجودہ تحریک

باوجود اس کے کہ کانگریس کی موجودہ تحریک قانون شکنی میں شامل ہونا مسلمانوں کے لئے سخت نقصان رساں اور تباہ کن ہے اور باوجود اس کے کہ مسلمانوں کے تجربہ کار اور مخلص سیاسی اور مذہبی لیڈر مسلمانوں کو اس تحریک میں شمولیت سے باز رکھنے کیلئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ پھر بھی بہت سے مسلمان اس میں شریک ہو چکے ہیں۔ بلکہ کانگریسی مسلمانوں اور ہندوؤں کا تو دعوےٰ ہے۔ کہ مسلمان اپنی تعداد کے لحاظ سے بہت زیادہ اس تحریک میں شامل ہو کر قید خانوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں اسلام کی حفاظت اور اشاعت کی طرف سے جو ہر ایک مسلمان کہلانے والے کا سب سے بڑا اور سب سے اہم فرض ہے۔ ایسی بے توجہی اور لاپرائی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ جو نہایت ہی افسوسناک ہے :-

مسلمانوں کو مرتد کرنے کے لئے ہندوؤں کی کوشش

یہ افسوس اُس وقت اور زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ جب یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ نہ صرف ہندوؤں کی وُہ پارٹیاں جن کا مقصد ہی مسلمانوں کو ارتداد کے گڑھے میں گرا کر اپنی تعداد بڑھانا اور ہندوستان سے مسلمانوں کا نام ونشان مٹانا ہے۔ نہایت سرگرمی کے ساتھ اس کام میں مصروف ہیں۔ اور ہر طبقہ اور ہر خیال کے ہندو انہیں ہر قسم کی مالی اور دوسرے رنگ کی امداد دے رہے ہیں۔ بلکہ سیاسی لیڈر براہ راست بھی مسلمانوں کو مرتد کرنے میں منہمک رہتے ہیں۔ چنانچہ گجرات جیل میں جو ان دنوں سیاسی قیدیوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ مشہور ہندو لیڈروں کی کوشش سے ایک مسلمان کے مرتد ہونے کی خبر اخبارات میں شائع ہو چکی ہے :-

معقول تنخواہ دینے کے باوجود کوئی مبلغ نہیں ملتا

ان حالات میں خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کو اشاعت اور حفاظت اسلام کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت تھی۔ لیکن نہایت ہی رنج کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس پہلو سے وُہ کلیتہً مُردہ ہو چکے ہیں۔ کچھ عرصہ سے انبالہ میں ایک "جمعیتہ مرکزیہ تبلیغ الاسلام" بنی ہُوئی ہے۔ اس کے منصرم صاحب نے صرف ایک مبلغ کی تلاش میں ناکامی کے متعلق جو رونا رویا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مسلمان اپنے مذہب سے کس قدر غافل ہو چکے ہیں :-

منصرم صاحب اخبار "زمیندار" (۲۵ ۔ جولائی) میں لکھتے ہیں :-

"مبلغ کی ضرورت کے لئے اخبارات میں اشتہارات شائع کئے گئے جن کی اُجرت ادا کی گئی۔ لیکن اشتہارات کا نتیجہ یہ نکلا ۔ کہ ایک بھی درخواست، موصول نہ ہوئی۔ مجبوراً دوبارہ اخبارات میں اشتہار دیا گیا۔ اس اشتہار پر کچھ درخواستیں آئیں۔ جن میں ایک بنگالی مولوی صاحب کو جو ایم ۔ اے تھے۔ کام کے قابل سمجھا گیا۔ انہیں سات سو روپیہ پیشگی اور چالیس روپے کتب کے لئے دئے گئے مگر کام کرنے کی بجائے انہوں نے کسی گمنام جگہ بیٹھکر جمعیتہ کو نوٹس دینے شروع کر دئے۔ جن میں ایک سال کی تنخواہ بحساب دو سو روپے ماہوار کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور جمعیتہ کا سات سو روپیہ نقد اور چالیس کی کتب کا کہیں ذکر ہی نہیں کرتے۔ وُہ سمجھ رہے ہیں۔ جمعیتہ ان کا کچھ نہیں کر سکتی":

بالآخر لکھا ہے:-

"جمعیتہ مرکزیہ اپنے خرچ پر مبلغ بھیجنے پر آمادہ تھی۔ مگر کیا کیا جائے۔ کہ کوئی مسلمان اس اللہ کے کام پر تیار نہیں ہوتا۔ بڑی مشکل سے جو ایک تیار ہوا۔ تو اس نے عجیب وغریب طریقے اختیار کئے۔ ...... اللہ کی راہ میں حفاظت وتبلیغ اسلام کے لئے کوئی مسلمان گھر سے قدم باہر نہیں نکالنا چاہتا۔ حالانکہ معقول تنخواہ اور سفر خرچ ادا کیا جاتا ہے":

مبلغ کیوں نہیں ملتا

یہ بیان جس کے درست ہونے میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ۔ مسلمانان ہند کی مذہبی حالت کا عبرتناک مرقع ہے۔ کئی کروڑ کی آبادی میں سے معقول معاوضہ دینے کے باوجود کسی ایک بھی ایسے شخص کا نہ مل سکنا جو اشاعت اسلام کے کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کر سکے۔ ثبوت ہے اس بات کا۔ کہ مسلمان خود چونکہ اسلام کی قدر وقیمت سے ناواقف ہیں۔ اور اس کی خوبیوں اور محاسن سے بے بہرہ۔ اس لئے ان میں ہمت ہی نہیں کہ اشاعت اور حفاظت اسلام کے لئے کمر بستہ ہو سکیں ۔ اس مقصد اور مُدعا کو لے کر دُنیا کے مقابلہ میں آنے والوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ ان کے قلوب اسلامی نور سے منور اور دماغ اسلامی حلاوت سے لذت اندوز ہوں۔ اگر یہ نہیں۔ تو نہ "معقول تنخواہ اور سفر خرچ" کسی کو اس وادیٔ پرخار میں قدم رکھنے کی جرأت دلا سکتا ہے۔ نہ "جمعیتہ مرکزیہ تبلیغ الاسلام" کی لعن طعن کوئی نتیجہ پیدا کر سکتی ہے۔ جمعیتہ مذکور کو اس وقت تک کے تجربہ سے معلوم ہو چکا ہوگا۔ کہ جس کام میں اس نے ہاتھ ڈال رکھا ہے۔ وُہ اس کے بس کا نہیں۔ اور جن لوگوں کے بھروسے پر وُہ "تبلیغ الاسلام" کرنا چاہتی ہے۔ انہیں اس سے کوئی لگاؤ نہیں :-

ہر کسے را بہرے کارے ساختند

حقیقت یہ ہے۔ کہ حفاظت اسلام اور تبلیغ الاسلام نام رکھکر انجمنیں بنا لینا۔ کچھ عہدیدار مقرر کر لینا۔ اور اُجرت دے کر اخبارات میں اشتہارات شائع کرا لینا کوئی مشکل بات نہیں۔ مشکل بات کچھ کر کے دکھانا ہے۔ اگر مسلمان تقسیم عمل کے اصل پر کاربند ہوتے۔ اور ہر کسے را بہرے کارے ساختند کی صداقت کا عملی طور پر اعتراف کرتے۔ تو اشاعت اور حفاظت اسلام کا کام نہایت احسن طور پر ہوتا۔ لیکن اب حالت یہ ہے۔ کہ جو لوگ دنیا کے دھندوں میں پھنسے رہنے کے بعد اس میدان میں کوئی خاص مقام حاصل نہیں کر سکتے۔ وُہ اشاعت اسلام کو آسان اور پُرمنفعت کام سمجھ کر اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔ اس حالت میں نہیں جس قدر کامیابی ہو سکتی ہے۔ ظاہر ہے :-

تبلیغ اسلام کرنے والے مجاہد

یہ کام صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں اس کے لئے وقف کر رکھی ہوں۔ اور جو اپنا سب سے بڑا مقصد اسلام کی خدمت سمجھتے ہوں۔ اس ارادہ اور اس نیت سے کھڑے ہونے والوں کو نہ کسی معقول تنخواہ کی خواہش ہوتی ہے، نہ کوئی بڑی سے بڑی مشکل ان کے قدم میں لغزش پیدا کر سکتی ہے اور نہ وُہ نا امید ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ جو ایک بہت چھوٹی سی اور غریب جماعت ہے۔ اس کے مبلغ ساری دُنیا میں پھیلے ہُوئے ہیں۔ اور صرف قوت لایموت پر کام کرنا اپنی بہت بڑی خوش قسمتی سمجھتے ہیں۔ ایسے ہی مجاہد اسلام کی خدمت کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے۔ یا تو اپنے اندر ایسے جان فروش اور ایثار پیشہ اسلام کے خادم پیدا کریں ۔ یا جو مجاہد کام کر رہے ہیں۔ ان کی امداد کریں۔ تاکہ اس وقت جبکہ سب لوگ سیاسی رو میں بہ کر اسلام کو بے یارو مددگار چھوڑ چکے ہیں۔ اسلام نہ صرف اغیار کے حملوں سے محفوظ رہ سکے بلکہ ترقی بھی کر سکے :-

امریکہ میں تبلیغ اسلام

معاصر ہمت ۱ دکیم اگست) لکھنؤ" امریکہ میں مسلمان" کے عنوان سے ایک نوٹ میں رقمطراز ہے:-

"یورپ اور امریکہ میں فرزندان اسلام کی آبادی برابر ترقی کر رہی ہے۔ اور آئے دن اس پاک مذہب کو فروغ ہوتا جاتا ہے۔ ممالک متحدہ امریکہ میں ہزاروں مسلمان آباد ہیں۔ اور نیویارک فلیڈلفیا، پٹس برگ، شکاگو تک پھیلے ہوئے ہیں۔ مختلف کارخانوں اور فیکٹریوں میں بکثرت ہندی مسلمان کام کرتے ہیں۔ جن کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہے۔ آج کل ممالک متحدہ امریکہ کی شاخ ویسٹرن اسلامک ایسوسی ایشن ان کی ٹھیک تعداد معلوم کرنے میں مشغول ہے۔ میکسیکو میں ... ہم مسلمان ہیں۔ جن میں زیادہ تر عربی الاصل ہیں۔ امریکہ میں افسوس ہے کہ نہ کوئی استاد ہے۔ نہ مبلغ۔ [illegible] ہی اب اس [illegible] کو قبول کر جاتے ہیں"

اگر کوئی [illegible] مسلمانان امریکہ کی تعداد معلوم کرنے کی کوشش کر رہی ہے تو یہ بہت اچھا کام ہے۔ اس طرح مسلمانوں کو منظم کرنے اور ان سے مفید کام لینے میں بہت مدد ملے گی۔ لیکن معاصر موصوف کا یہ بیان صحیح نہیں، کہ "امریکہ میں اس وقت نہ کوئی استاد ہے۔ نہ مبلغ" اور "لوگ آپ ہی آپ اسلام قبول کر رہے ہیں" کیونکہ جماعت احمدیہ ایک عرصہ سے وہاں تبلیغ اسلام کر رہی ہے۔ ایک عالی شان مسجد تیار کر چکی ہے کئی بڑے بڑے شہروں میں اسلامی انجمنیں قائم کر چکی ہے۔ اور اس وقت بھی دو مبلغ کام کر رہے ہیں۔ جن کی شاندار تبلیغی رپورٹیں الفضل میں چھپتی رہتی ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی کوشش کی جاتی ہے کہ نومسلموں کو تعلیم و تربیت کے ذریعہ اس قابل بنایا جائے۔ کہ وہ خود بھی تبلیغ اسلام میں حصہ لے سکیں۔ اور اپنے ہم وطنوں کو صراط مستقیم دکھا سکیں۔ چنانچہ کئی ایک نومسلم بھی اپنے اپنے مقام پر تبلیغ اسلام کرتے رہتے۔ اور ان کے ذریعہ لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوتے ہیں:-

پس جہاں تک جماعت احمدیہ کی تبلیغی مصروفیتیں اسے اجازت دیتی ہیں۔ وہ امریکہ میں بھی تبلیغ اسلام کر رہی ہے۔ اور یہ اسی تبلیغ کا نتیجہ ہے۔ کہ امریکہ میں روز بروز اسلام کا زیادہ چرچا ہو رہا۔ اور قبولیت پھیل رہی ہے:-

"جمعیۃ العلماء" سے درخواست

مسلمانان ہند کی تباہ حالی اور بربادی کا ایک بہت بڑا سبب یہ ہے۔ کہ ان میں اختلاف رائے برداشت کرنے کا مادہ نہیں۔ ذرا آپس میں اختلاف ہو۔ تو ایک دوسرے کے جانی دشمن بن جاتے۔ اور ایک دوسرے کو بڑے سے بڑا نقصان پہونچانے کے لئے ناجائز سے ناجائز طریق عمل اختیار کرنے سے دریغ نہیں کرتے:-

اگرچہ یہ نقص دوسرے لوگوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ لیکن ان لوگوں میں حد سے بڑھا ہوا ہے۔ جو "علماء" کہلاتے ہیں۔ انہیں تو ایک لمحہ کے لئے بھی گوارا نہیں ہو سکتا۔ کہ کوئی ان کی رائے سے خواہ وہ کیسی ہی غلط اور نقصان رساں ہو۔ اختلاف کر کے زندہ رہ سکے۔ وہ اس کے خلاف ہر معیوب سے معیوب طریق عمل اختیار کرنے اور اس کے لئے عرصۂ حیات تنگ کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں:-

دہلی کا اخبار "[illegible]" ایک عرصہ سے جس سے "جمعیۃ العلماء" کی آنکھ کے لئے کانٹا بنا ہوا ہے۔ کہ وہ ان علماء کے طریق عمل کو اور خصوصاً موجودہ کانگریسی تحریک میں ان کی شرکت کو مسلمانوں کے لئے سخت نقصان [illegible] اس سے اختلاف رکھتا ہے۔ جیسا کہ الامان [illegible] اس [illegible] جو اس نے [illegible] اسلام کی عدالت میں [illegible] کیا ہے۔ اور جو دوسری جگہ درج ہے ظاہر ہے۔ جمعیۃ العلماء کی سرگرمیاں اس کے خلاف حد سے بڑھ گئی ہیں:-

اگر وہ واقعات درست ہیں۔ جن کا ذکر "الامان" نے اپنے دعوے میں کیا ہے۔ تو نہایت ہی رنج اور افسوس کی بات ہے اور ہم جمعیۃ العلماء سے درخواست کریں گے۔ کہ جہاں تک جلد ممکن ہو یہ رویہ ترک کر دے۔ اور وسعت حوصلہ سے کام لے۔ ورنہ اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ اس نہایت نازک وقت میں جبکہ مسلمانان ہند کی زندگی اور موت کا سوال درپیش ہے۔ وہ ایک ایسے خطرناک فتنہ کی بنیاد رکھ رہی ہے۔ جو خود اس کے لئے بھی سخت نقصان رساں ہو گا معاصر "الامان" کو ہم یہی مشورہ دیں گے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو درگذر سے کام لے۔ لیکن اگر اس کا مفید اثر نہ ہو۔ تو پھر اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے جائز ذرائع سے کام لے۔ مگر اس میں بھی اصلاح پیش نظر ہے۔ یہی اسلام کی تعلیم ہے:-

کانگریس اور تمدنی مقاطعہ

دہلی میں کانگریس والوں نے دوکانوں پر پہرہ مقرر کرنے کے علاوہ اب گھروں کا محاصرہ کرنے کی تجویز کی ہے۔ چنانچہ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ

"اب بد عہدی کرنے والوں کے مکانوں پر پکٹنگ لگایا جائے گا۔ بھنگی بہشتی۔ کہار بند۔ دوکان کا داخلہ بند۔ عزیزوں اور دوستوں کی آمد و رفت کو بند کر دیا جائے گا۔" (ملاپ ۳۰ جولائی)

اگر اسی کا نام عدم تشدد ہے۔ تو پھر نامعلوم تشدد کیا ہوتا ہے زندگی کی اہم احتیاجوں سے روک دینا۔ عزیزوں اور دوستوں سے ملنا بند کر دینا۔ دوکانوں میں داخل نہ ہونے دینا تو ظالمانہ تشدد ہے کانگریس والوں سے تو امید نہیں۔ کہ وہ اس تشدد سے باز آئیں گے مگر ہر پابند قانون انسان کا حق ہے۔ کہ گورنمنٹ سے اس تشدد کے انسداد کا مطالبہ کرے۔ اور گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ یہ مطالبہ پورا کرے:-

گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کی نمائندگی

ہز ایکسیلنسی لارڈ ارون نائب وزیر ہند کے اس اعلان سے کہ گول میز کانفرنس کو سائمن رپورٹ کے منظور کرنے یا مسترد کر دینے یا اس میں ترمیم کرنے کی پوری آزادی ہو گی۔ جہاں گول میز کانفرنس کی اہمیت کو بہت بڑھا دیا ہے۔ وہاں مسلمانوں کے لئے بھی یہ ضرورت پیدا کر دی ہے۔ کہ ان کی نمائندگی کے [illegible] سے کام لیا جائے۔ اور ایسے لوگوں کی ان کی طرف سے [illegible] جائے۔ جو کام کرنے کی قابلیت کے ساتھ ہی قوم کا سچا [illegible]

ویدک سائنس

"پرکاش" (۲۰ جولائی) امریکن لوگوں کے متعلق لکھتا ہے۔ کہ وہ "ویدک سدھانتوں کو سائنس اور فلاسفی کے مطابق پاتے ہوئے ان پر فدا ہو رہے ہیں"

ہمیں یہ سطور پڑھ کر بے حد تعجب ہوا۔ کیونکہ وید اور سائنس بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ چنانچہ مثال کے طور پر ہم "ویدک سائنس" کی دو مثالیں پیش کرتے ہیں۔ لکھا ہے۔

"جنوں (عیالداروں) کو چاہیئے۔ کہ اس طرح کوشش کریں کہ جس سے تینوں یعنی بھوت (ماضی) بھوشت (مستقبل) اور ورتمان (حال) زمانہ میں بہت سکھی ہوں"

(تفسیر یجر وید دیانندی بھاشیہ "بھاوارتھ" جلد اول صفحہ ۲۳۱)

دنیا کے لئے یہ راز وید مقدس نے ہی منکشف کیا ہے۔ کہ انسان اگر کوشش کرے۔ تو نہ صرف زمانہ حال اور مستقبل میں خوش و خرم رہ سکتا ہے۔ بلکہ زمانہ ماضی بھی بآرام گذار سکتا ہے۔ کیا کوئی ویدک دھرمی بتا سکتا ہے۔ کہ زمانہ ماضی کس طرح واپس لایا جا سکتا اور اس میں کیونکر خوشی حاصل کی جا سکتی ہے:-

پھر لکھا ہے۔ "میں جو سوم لتا وغیرہ بوٹیوں کو جو زمین وغیرہ سے تین برس پہلے کمال سکھ دینے میں عمدہ ظاہر ہوئیں۔ جو حاصل کرنیوالے بیماروں کے سو اور سات جنم و ناڑیوں کے زخموں کو مفید ہیں۔ ان کو جلدی جانوں" (دیانندی تفسیر بھاشیہ یجر وید صفحہ ۱۶۴)

کیا ہی مزے کی بات ہے۔ کہ ان بوٹیوں کو جلد تر معلوم کرنے کی خواہش کی جارہی ہے۔ جو زمین کی پیدائش سے بھی تین برس پہلے پیدا ہو چکی تھیں۔ کہاں پیدا ہوئی تھیں؟ یہ بتانا ویدک دھرمیوں کا فرض ہے:- اسی قسم کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ جو ویدوں کی فلاسفی کا راز طشت از بام [illegible]